عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۴ | ۲۲؍رمضان المبارک تا یکم شوال المکرم ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱؍مارچ ۲۰۲۵ء | شمارہ: ۱۲

ماہِ رمضان
آخری عشرے کے فضائل

عید الفطر
انعام کا دن

مسائلِ اعتکاف

شبِ قدر
فضائل و احکام

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.org
www.amtkn.com
Email: editorkn@yahoo.com

خواتین کا اعتکاف

س:......خواتین کے لئے اعتکاف کا کیا حکم ہے وہ کس طرح اعتکاف کریں، اس کا طریقہ کیا ہوگا؟

ج:......مردوں کے لئے اعتکاف کرنے میں جو اجر وثواب ہے، وہی خواتین کے لئے بھی ہے، مگر خواتین مسجد میں نہیں بلکہ گھر میں جس جگہ نماز پڑھتی ہیں اس جگہ یا جو جگہ گھر میں انہیں مناسب لگے اس کو مخصوص کرکے وہیں دس دن سنت اعتکاف کی نیت کرکے بیٹھ جائیں اور عبادت میں مصروف ہوجائیں سوائے حاجات شرعیہ کے اس جگہ سے باہر نہ آئیں ورنہ اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح اعتکاف کے دوران اگر خاص ایام شروع ہوجائیں تو بھی اعتکاف ختم ہوجائے گا، کیونکہ اعتکاف میں روزہ شرط ہے۔

اعتکاف میں طبیعت خراب ہوجائے تو کیا کرے؟

س:...... اعتکاف میں بیٹھ جانے کے بعد اچانک طبیعت خراب ہوجائے تو کیا اعتکاف توڑ سکتے ہیں اور اس کی قضا کس طرح کی جائے؟

ج:......طبیعت زیادہ خراب ہونے کی صورت میں اعتکاف سے اٹھ سکتے ہیں اور جب صحت ہوجائے تو روزہ رکھ کر اس ایک دن کے اعتکاف کی قضا رکھ لی جائے۔

س:......اگر بھول کر اعتکاف والا مسجد سے باہر نکل آئے یا خواتین جو گھروں میں اعتکاف کرتی ہیں وہ اپنی اعتکاف کی مخصوص جگہ سے بھول کر باہر آجائیں تو کیا اعتکاف ٹوٹ جائے گا؟

ج:......جی ہاں! سوائے حاجات شرعیہ کے اعتکاف کی جگہ سے باہر آنے سے اعتکاف فاسد ہوجائے گا، خواہ بھول کر ہی ایسا ہوا ہو اور اس دن کے اعتکاف کی قضا بھی لازم ہوگی۔

رمضان میں تہجد کی نماز

س:......کیا رمضان میں تہجد کی نماز نہیں پڑھتے یا صرف تراویح پڑھ لینا کافی ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

ج:......تہجد الگ نماز ہے جو کہ رمضان المبارک اور غیر رمضان دونوں میں پڑھنا سنت ہے، جبکہ تراویح صرف رمضان المبارک میں پڑھی جاتی ہے، لہٰذا تہجد الگ نماز ہے اور تراویح الگ نماز ہے دونوں کو ایک نماز کہنا صحیح نہیں اور دونوں کی الگ الگ فضیلت حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ تہجد کی رکعات چار سے بارہ تک ہیں درمیانہ درجہ آٹھ رکعات ہیں، اس لئے آٹھ رکعتوں کو ترجیح دی گئی ہے اور تراویح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور سے آج تک مساجد میں بیس رکعات ہی پڑھی جاتی ہیں اور تمام ائمہ کرام کم از کم بیس تراویح پر متفق ہیں۔

مسافر کے لئے روزہ کا حکم

س:......اگر سفر آرام دہ ہو، کسی طرح کی مشقت نہ ہو تو کیا روزہ رکھنا بہتر ہوگا یا نہ رکھنا؟

ج:......دورانِ سفر اگرچہ روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، لیکن اگر کسی مشقت اور تکلیف کا اندیشہ نہ ہو تو ایسی صورت میں روزہ رکھ لینا ہی بہتر ہے۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: ان حمزة بن عمرو الاسلمی قال للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أصوم فی السفر؟ وکان کثیر الصیام فقال ان شئت فصم وان شئت فافطر۔ متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ ص:۱۷۷)

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مقدس

جلد:۴۴ ۲۲ر رمضان المبارک تا یکم شوال المکرم ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ر مارچ ۲۰۲۵ء شمارہ:۱۲

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

پیامِ عید	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
رمضان... آخری عشرہ کے فضائل	۷	مولانا محمد اللہ خلیلی قاسمی
قائد جمعیۃ کا جامعہ حقانیہ میں تعزیتی خطاب	۱۰	ادارہ
مسائلِ اعتکاف	۱۳	مولانا محمد الیاس گھمن
شبِ قدر... فضائل واحکام	۱۵	مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی
دینی تعلیم کے فروغ کیلئے زکوٰۃ کا استعمال	۱۷	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
عید الفطر... انعام کا دن	۲۱	ڈاکٹر حافظ محمد ثانی
مولانا عیسیٰ سربازی سے ایک دلچسپ نشست	۲۴	مولانا سیّد عدنان کریمی
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۵	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقی وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمہ اللہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

قسط:۱۱۷ فصل:....۵ھ کے واقعات

۴:... اسی سال حضرت اُمّ المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد ماجد حضرت حارث بن ضرار غزوۂ بنو مصطلق میں قید ہو کر آئے، بعد اَزاں دولتِ اسلام سے مالا مال ہوئے، رضی اللہ عنہ۔

غزوۂ خندق کے حالات:

۵:... اسی سال غزوۂ خندق سے چند روز قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم فرمایا۔

۶،۷:... اسی سال یہ معجزۂ نبوی ظاہر ہوا کہ خندق کی کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان نمودار ہوئی، جو کسی طرح نہیں ٹوٹتی تھی، صحابہ کرامؓ اس سے عاجز آگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس خندق میں اُترے، کدال ہاتھ میں لی اور چٹان پر ضرب لگاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رجز پڑھا:

بِاسْمِ الْأِلٰہِ وَبِہٖ بَدِیْنَا
وَلَوْ عَبَدْنَا غَیْرَہٗ شَقِیْنَا
فَحَبَّذَا رَبًّا وَّحَبَّ دِیْنًا

ترجمہ:... ”بنامِ خدا اور ہمارا آغازِ کار اسی سے ہوتا ہے، اور اگر ہم اس کے سوا کسی اور کی عبادت کرتے تو بدبخت ہوتے، سبحان اللہ! کیسا اچھا ربّ ہے اور کیسا اچھا دِین ہے۔“

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرب سے وہ چٹان ریگ رواں کی طرح نرم اور ریزہ ریزہ ہوگئی۔

۸،۹:... صحابہؓ کو خندق کھودتے دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن رواحہؓ کا یہ رجز پڑھ رہے تھے:

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃ
فَاغْفِرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ

ترجمہ:... ”اے اللہ! زندگی تو اصل آخرت کی زندگی ہے، پس انصار ومہاجرین کو بخش دے۔“

اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں کہتے:

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَی الْجِھَادِ مَا بَقِیْنَا أَبَدًا

ترجمہ:... ”ہم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے کہ جب تک جان میں جان ہے، ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے۔“

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

پیامِ عید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

رمضان المبارک جو برکتوں اور رحمتوں والا مہینہ تھا، ہم سے رخصت ہوا۔ کتنے نیک لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے واقعی اس رمضان میں تلاوت، نماز، ذکر اور عبادات میں وقت گزار کر اپنے گناہوں کی مغفرت کرالی ہوگی، اپنے آپ کو گناہوں کی کثافتوں سے پاک وصاف کرلیا ہوگا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور اپنے لئے جنت کا داخلہ حاصل کرلیا ہوگا اور کتنے بدنصیب ایسے بھی ہوں گے کہ رمضان المبارک کا مہینہ اپنے لئے بھاری تصور کرتے ہوں گے، دن کو روزہ خوری، لہوولعب اور کھیل تماشوں میں گزارا ہوگا اور راتوں کو اٹھ کر روٹھے رب کو منانے کے بجائے فلم بینی، شراب نوشی اور دوسرے گناہوں میں مصروف رہے ہوں گے اور انہیں بھول کر بھی توجہ کرنے کی فرصت نہیں ملی ہوگی۔ بہرحال! رمضان المبارک گزر گیا اور اب عیدالفطر کی تیاری اور اس کے بعد معمولات زندگی میں مصروف ہونے کا وقت آرہا ہے۔ جن بھائیوں نے رمضان کے روزے رکھے، قرآن کریم کی تلاوت، ذکر، نفل نمازوں اور دعاؤں میں لگے رہے، ان سے تو گزارش ہے کہ رمضان کے مہینہ کو پورے سال کے لئے آپ ایک نمونہ سمجھیں، یعنی جس طرح رمضان کا دستور العمل آپ نے مرتب کیا تھا اور اسی پر عمل کیا تھا، اسی طرح پوری زندگی گزارنے کا تہیہ کریں اور اپنے آپ کو ہر قسم کی فضول گوئی، فضول کاموں میں وقت گزاری سے اجتناب کریں اور جن لوگوں نے یہ وقت غفلت اور لاپرواہی میں گزارا، ان سے بھی گزارش ہے کہ اپنے روٹھے رب کو منالیں اور اپنی سابقہ کوتاہیوں اور بے عملیوں سے توبہ کرکے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرلیں۔

اس کے ساتھ یہ بھی عرض کرنا ہے کہ ہمارے بہت سے بھائی رمضان میں تو خوب عبادات اور اعمال صالحہ کا اہتمام کرتے ہیں، لیکن جوں ہی چاند نظر آیا پھر وہی پرانی ڈگر پر چل پڑتے ہیں، ایسا نہیں ہونا چاہئے، اس لئے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے یہ عبادات اور اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے نہیں، بلکہ اپنی خواہشات کی تکمیل، ریاکاری اور دکھلاوے کے لئے یہ سب کچھ کیا۔ اور ذہن میں رکھنا چاہئے کہ چاندرات بہت ہی اہمیت اور فضیلت کی حامل ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: اللہ تبارک وتعالیٰ رمضان میں روزانہ دس لاکھ لوگوں کو جہنم سے خلاصی اور رہائی نصیب فرماتے ہیں اور چاندرات کو پورے مہینے کے برابر جتنے لوگوں کو آزاد کیا تھا، ان کی مقدار صرف اس ایک رات میں جہنم سے آزاد فرماتے ہیں۔ اس لئے ہم اس رات میں عبادت اور دعاؤں کا خوب اہتمام کریں، جب ہم ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں بھی جہنم سے آزادی وخلاصی نصیب فرمادیں گے۔ اب چاندرات کی فضیلت اور عید کے اعمال کے بارہ میں چند احادیث ذکر کرتا ہوں، جن

سے ہمیں یہ پیغام ملے گا کہ ہمیں ان اوقات میں کیا کرنا چاہئے اور کیا نہیں کرنا چاہئے:

۱:... حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ثواب کی نیت سے عیدین کی راتوں کو قیام کیا (عبادت میں گزار کر، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ) جس دن لوگوں کے قلوب مردہ ہوں گے، اس کا دل اس دن مردہ نہیں ہوگا۔

۲:... حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے پانچ راتوں کو عبادت میں صرف کیا اور ان میں عبادت کرتا رہا، اس نے اپنے لئے جنت واجب کرلی، وہ پانچ راتیں یہ ہیں: (۱) ۸ رذوالحجہ کی رات، (۲) ۹ رذوالحجہ کی رات، (۳) ۱۰ رذوالحجہ کی رات، (۴) عیدالفطر کی رات، (۵) پندرہ شعبان کی رات۔

۳:... حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی راتوں کو عبادت میں گزارا، اس کا دل اس دن مردہ نہیں ہوگا، جس دن لوگوں کے دل مردہ ہوں گے۔

۴:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی عیدوں کو تکبیر کے ساتھ مزین کرو، یعنی عید کو جاتے ہوئے اور واپس آتے ہوئے تکبیرات کی کثرت کیا کرو۔

۵:... حضرت سعد بن اوس انصاری رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب عیدالفطر کا دن ہوتا ہے فرشتے راستے میں کھڑے ہوجاتے ہیں اور وہ ندا دیتے ہیں کہ اے مسلمانو! اپنے رب کریم کی طرف بڑھو، جس نے نیک اعمال کی توفیق دے کر احسان فرمایا اور پھر اس پر بے پناہ اجر عطا فرمایا۔ تمہیں راتوں کو قیام کا حکم دیا گیا تو تم نے قیام کیا اور تمہیں دن میں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزے رکھے۔ تم نے اپنے رب کی اطاعت کی اب اپنا اجر اور انعام وصول کرو، جب مسلمان عید کی نماز پڑھتے ہیں تو ایک منادی کرنے والا ندا دیتا ہے کہ سنو! بے شک تمہارے رب نے تمہاری مغفرت فرمادی، اب تم کامیاب اور بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ یہ انعام ملنے کا دن ہے اور آسمان میں عیدالفطر کو انعام کے دن سے موسوم کیا جاتا ہے۔ (الترغیب والترہیب، ج:۲،ص:۱۵۲،۱۵۳)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز تناول فرمالیا کرتے تھے۔

عید کے مسنون اعمال یہ ہیں: مسواک کرنا، غسل کرنا، اگر میسر ہوں تو نئے کپڑے پہننا اور اگر نئے موجود نہیں ہیں تو صاف ستھرا لباس زیب تن کرنا، عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے تکبیرات کی کثرت کرنا وغیرہ کو علماء نے ذکر کیا ہے۔ ایک خاص بات یہ عرض کرنی ہے کہ عید کے دن جس طرح ہم اپنے زندہ عزیزوں، رشتہ داروں اور دوست احباب کو عید کی خوشیوں میں شریک کرتے ہیں، اسی طرح اس دن قبرستان جا کر اپنے فوت شدہ عزیزوں اور رشتہ داروں کو ایصال ثواب کرکے ان کو بھی اپنی خوشیوں میں شریک کریں، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ جہاں ان کی روح خوش ہوگی، وہاں ہمیں بھی اپنے مرنے والوں کی قبر کو دیکھ کر آخرت کی فکر ہوگی۔ آخرت کی تیاری کرنے میں سہولت میسر ہوگی۔ اور دنیاداروں کی خرمستیوں جیسی خرافات سے بچنے کی توفیق ہوگی۔ لہٰذا چاندرات اور عید کے دن کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق گزارا جائے، ہر قسم کے گناہوں سے اپنے آپ کو بچایا جائے اور عید کو صحیح معنوں میں عید بنایا جائے اور اس کو وعید بنانے سے محفوظ رکھا جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ہمیشہ گناہوں سے دور رہنے اور نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرماتے رہیں، آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وأصحابہ أجمعین!

رمضان.... آخری عشرہ کے فضائل

مولانا محمد اللہ خلیلی قاسمی

اسلام کی پانچ بنیادی تعلیمات میں توحید، نماز، زکاۃ اور حج کے ساتھ ماہ رمضان کے روزوں کا بھی شمار ہے۔ ماہ رمضان بڑی فضیلتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں اہل ایمان کی طرف اللہ تعالی کی خصوصی رحمتیں متوجہ ہوتی ہیں۔ احادیث و آثار میں رمضان شریف کے بڑے فضائل اور برکات مذکور ہیں۔ احادیث کے مطابق رمضان کے تین عشرے تین مختلف خصوصیات کے حامل ہیں اور ہر ایک پر خصوصی رنگ غالب ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان کا پہلا عشرہ رحمت کا ہے، دوسرا عشرہ مغفرت کا اور تیسرا عشرہ جہنم سے آزادی کا۔

(صحیح ابن خزیمہ، حدیث1780، بیہقی شعب الایمان)

یوں تو رمضان کا پورا مہینہ دیگر مہینوں میں ممتاز اور خصوصی مقام کا حامل ہے، لیکن رمضان شریف کے آخری دس دنوں (آخری عشرہ) کے فضائل اور بھی زیادہ ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت وطاعت، شب بیداری اور ذکر وفکر میں اور زیادہ منہمک ہوجاتے تھے۔ احادیث میں ذکر ہے، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں اتنا مجاہدہ کیا کرتے تھے جتنا دوسرے دنوں میں نہیں کیا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم، حدیث 2009)

سنن ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ اور مسند احمد میں بھی اسی مفہوم کی احادیث مروی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات دیگر ایام کے مقابلہ میں بڑھ جاتے تھے۔

دیگر احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کی تفصیلات ملتی ہیں۔ جیسا کہ اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آخری عشرہ شروع ہوجاتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر بیدار رہتے اور اپنی کمر کس لیتے اور اپنے گھر والوں بھی جگاتے تھے۔

(صحیح بخاری، حدیث :1884، صحیح مسلم، حدیث :2008)

شعب الایمان بیہقی کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ مہینہ ختم ہونے سے پہلے بستر پر نہیں آتے تھے۔ (حدیث:3471)

راتوں کو اٹھ کر عبادت کرنے کا معمول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ہمیشہ ہی تھا، لیکن رمضان میں آپ کمر کس کر عبادت کے لیے تیار ہوجاتے اور پوری پوری رات عبادت میں گزارتے۔ یہ مضمون حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ایک دوسری روایت سے اور زیادہ واضح ہوتا ہے، وہ بیان فرماتی ہیں: مجھے یاد نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے علاوہ کبھی بھی ایک ہی رات میں پورا قرآن مجید پڑھا ہو یا پھر صبح تک عبادت ہی کرتے رہے ہوں، یا رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور مکمل مہینہ کے روزے رکھے ہوں۔

(سنن نسائی، حدیث:1336)

دوسرا خصوصی معمول جس کا ذکر حدیث میں ہے وہ ہے اپنے اہل خانہ کو رات میں عبادت کے لیے جگانا۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کو سارا سال ہی جگایا کرتے تھے، لہٰذا رمضان المبارک میں خصوصیت کے ساتھ جگانے کے ذکر کا صاف مطلب یہی ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کو باقی سارے سال کی بہ نسبت جگانے کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔

اعتکاف: مسجد میں بہ نیت عبادت قیام:

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی ایک اہم خصوصیت اعتکاف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک معمول تھا کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری دس دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے۔

(بخاری،حدیث:1885)

صحیح بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا، پھر ان کے بعد ان کی ازواج مطہرات نے بھی اعتکاف کیا۔

(بخاری،حدیث:1886)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان شریف میں دس دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے، اور جس سال آپ کا انتقال ہوا اس سال آپ نے بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔

(بخاری،حدیث:1903)

آخری عشرہ کا اعتکاف (یعنی مسجد میں عبادت کی نیت سے قیام) سنت علی الکفایہ ہے۔ اعتکاف مسجد کا حق ہے اور پورے محلہ والوں کی اجتماعی ذمہ داری ہے کہ ان کا کوئی فرد مسجد میں ان دنوں اعتکاف کرے۔ اعتکاف کرنے والے کے لیے مسنون ہے کہ وہ طاعات میں مشغول رہے اور کسی شدید طبعی یا شرعی ضرورت کے بغیر مسجد سے باہر نہ نکلے۔ اعتکاف کی حقیقت خالق ارض و سماء اور مالک الملک کے دربار عالی میں پڑ جانے کا نام ہے۔ اعتکاف، عاجزی و مسکنت اور تضرع و عبادت سے اللہ کی رضا و خوشنودی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ اعتکاف در اصل انسان کی اپنی عاجزی کا اظہار اور اللہ کی کبریائی اور اس کے سامنے خود سپردگی کا اعلان ہے۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ کا اعتکاف خاص طور پر لیلۃ القدر کی تلاش اور اس کی برکات پانے کے لیے فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رمضان کے آخری دس دنوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔

(صحیح بخاری،حدیث:1880)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں تفصیل ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا اور ہم نے بھی اعتکاف کیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کو جس کی تلاش ہے وہ آگے ہے۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے عشرے کا بھی اعتکاف کیا اور ہم نے بھی کیا۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو بتایا کہ مطلوبہ رات ابھی آگے ہے۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیسویں رمضان کی صبح کو خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: جو میرے ساتھ اعتکاف کر رہا تھا اسے چاہیے کہ وہ آخری عشرے کا اعتکاف بھی کرے۔ مجھے شب قدر دکھائی گئی جسے بعد میں بھلا دیا گیا۔ یاد رکھو لیلۃ القدر رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں ہے۔ (صحیح بخاری،حدیث:771)

لیلۃ القدر: ہزار مہینوں سے بہتر رات:

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی سب سے اہم فضیلت و خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ایک ایسی رات پائی جاتی ہے جو ہزار مہینوں سے بھی زیادہ افضل ہے اور اسی رات کو قرآن مجید جیسا انمول تحفہ دنیائے انسانیت کو ملا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس رات کی فضیلت میں پوری سورۃ نازل فرمائی، ارشاد ہوا: ”ہم نے قرآن کریم کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔ آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح (جبریل) اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے اترتے ہیں، یہ رات سراسر سلامتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔“ (سورۃ القدر 97:1-5)

ایک دوسری آیت میں اس کو مبارک رات کہا گیا ہے، ارشاد ہے: ”قسم ہے اس کتاب کی جو حق کو واضح کرنے والی ہے۔ ہم نے اسے ایک مبارک رات میں نازل کیا ہے“۔

(سورۃ الدخان 44:2)

چناں چہ شب قدر کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینوں (یعنی کم و بیش تراسی سال) کی عبادت سے زیادہ ہے۔ نیز، اسی رات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو یکبارگی لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نازل فرمایا اور پھر اس کے بعد نبوت کی ۲۳ سالہ مدت میں حسب ضرورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔ انھیں آیات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس رات کو ملائکہ نزول کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سال بھر کے تقدیر کے فیصلے فرشتوں کے حوالے فرما دیتے ہیں تا کہ وہ اپنے اپنے وقت پر ان کی تکمیل کرتے رہیں۔ اس رات میں فرشتوں کا نزول بھی رحمت و برکت کا سبب ہوتا ہے۔

لیلۃ القدر کا مطلب قدر اور تعظیم والی رات ہے یعنی ان خصوصیتوں اور فضیلتوں کی بنا

پر یہ قدر والی رات ہے۔ یا پھر یہ معنی ہے کہ جوبھی اس رات بیدار ہوکر عبادت کرے گا وہ قدروشان والا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس رات کی جلالت ومنزلت اور مقام ومرتبہ کی بنا پر اس کا نام لیلۃ القدر رکھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس رات کی بہت قدر ومنزلت ہے۔ شب قدر کی فضیلت بے شمار آیات و احادیث سے ثابت ہے۔ صحیحین کی حدیث میں ہے ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوشخص شب قدر کوایمان اوراجروثواب کی نیت سے عبادت کرے ، اس کے سارے پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔

(صحیح بخاری، حدیث:1768)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ مہینہ (رمضان کا) تم کو ملا ہے، اس میں ایک رات ہے جوایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جواس سے محروم رہا گویا وہ تمام خیر سے محروم رہا، اوراس کی خیر و برکت سے کوئی محروم ہی بے بہرہ رہ سکتا ہے۔“ (سنن ابن ماجہ، حدیث :1634، معجم الکبیر للطبرانی، حدیث:1500)

مسلمانوں کوترغیب وتاکید ہے کہ وہ اس رات کواللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، رات کودعاو عبادت اورذکروتلاوت میں گزاریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی مبارک رات کی تلاش کے لیے اعتکاف فرماتے تھے اوررمضان کے آخری عشرہ میں پوری پوری رات عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سیدالرسل اورمحبوب رب العالمین تھی، وہ اللہ کے نزدیک مقبول اور بخشے بخشائے تھے، لیکن پھر بھی اللہ کی رضا کی تلاش میں آپ اتنی جدوجہد فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہمارے لیے اسوہ اور نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت کے ہم بہت زیادہ محتاج ہیں۔ لہٰذا، ہمیں اس رات کی تلاش وجستجو کرنا چاہیے اور آخری عشرہ کی راتوں کو ذکر و عبادت میں گزارنا چاہیے۔

اس رات کو رمضان اور خاص کر اس کے آخری عشرہ میں تلاش کرنا مستحب ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ شب قدر کو رمضان کے آخری دس دنوں میں تلاش کرو۔ (صحیح بخاری، حدیث:1880)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو، باقی نورہ جائیں توان میں، باقی سات رہ جائیں توان میں ، باقی پانچ رہ جائیں توان میں۔ (صحیح بخاری، حدیث:1881)

پھراحادیث کی روشنی میں شب قدر کے آخری عشرہ میں بھی طاق راتوں میں وقوع کا زیادہ امکان معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

(صحیح بخاری، حدیث:1878)

جب کہ بعض احادیث میں ستائیسویں رات کوشب قدر ہونے کی بات بھی وارد ہوئی ہے۔ جیسا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے۔

(سنن ابوداود، حدیث:1178، مسنداحمد وغیرہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر مجھے شب قدر کا علم ہوجائے تو میں کیا دعا کروں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اَللّٰھُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي۔“ (اے اللہ! تو معاف کرنے والا کرم والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے، لہٰذا مجھے معاف کردے)۔ (سنن ترمذی، حدیث:3435، مسنداحمد، سنن ابن ماجہ وغیرہ)

حضرات محدثین وعلماء فرماتے ہیں کہ شب قدر سے متعلق روایات کثرت سے مروی ہیں اوران کے مجموعہ سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ شب قدر ہر سال منتقل ہوتی رہتی ہے، اور طاق راتوں میں اس کا امکان زیادہ ہوتا ہے جب کہ ستائیسویں رات میں اور زیادہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بے پایاں مصلحت و حکمت سے شب قدر کو مخفی رکھا ہے۔ اس کو مخفی رکھنے میں شاید ہماری طلب اور ذوق جستجو کا امتحان مقصود ہے۔ اگر کوئی شخص خلوصِ نیت اورصدقِ دل سے کوشش کرے، چاہے اسے علم ہو یا نہ ہو، تو ان شاء اللہ وہ محروم نہیں رہے گا۔ اہل ذوق کے یہاں تو سارا معاملہ ذوقِ طلب اورشوقِ جستجو ہی کا ہے، بقول وحشت کلکتوی:

نشانِ منزلِ جاناں ملے ملے، نہ ملے
مزے کی چیز ہے یہ ذوقِ جستجو میرا

☆☆ .... ☆☆

قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کا

جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تعزیتی خطاب

ہمارے حضرت شیخ مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ، ان کا خاندان، ان کا خانوادہ، دارالعلوم حقانیہ کے تمام اساتذہ کرام، عزیز طلباء اور دارالعلوم حقانیہ کے تمام متعلقین بشمول میرے، ہم سب تعزیت کے مستحق ہیں اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب شہید رحمہ اللہ کے بعد اور ابھی تو ان کی شہادت کا غم تازہ تھا کوئی بہت زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ ایک بہت بڑے سانحے کا سامنا کرنا پڑا، دارالعلوم حقانیہ کے در و دیوار اس وقت سوگوار ہیں، ہر دل غمزدہ ہے۔ میں عمرہ کے سفر پر تھا اور مدینہ منورہ میں تھا جمعہ کے روز اطلاع ملی کہ دارالعلوم حقانیہ میں ایک بار پھر جان کا سانحہ رونما ہوا ہے یقیناً آپ تو یہاں پر صورتحال کو چشم دید دیکھ رہے تھے لیکن ساری تصویر میرے سامنے تھی اور وہ میں جانتا ہوں یا میرا رب جانتا ہے کہ وہ لمحات کس قدر کرب کے لمحات تھے، کس قدر تکلیف کے لمحات تھے لیکن ہمارا ایمان ہے اور ہمارا عقیدہ ہے کہ نہ تو موت کا وقت معلوم ہے نہ ہی موت کی جگہ معلوم ہے اور نہ ہی موت کا سبب معلوم ہے، اللہ تعالیٰ کے فیصلے ہیں، دنیاوی زندگی میں انسان ایک دوسرے سے مانوس ہوتے ہیں، ایک محبت کا تعلق ہوتا ہے اور ایک دم سے جو جدائی آتی ہے تو پھر ایک بشری تقاضا ہے کہ وہ جدائی قابل برداشت نہیں ہوتی لیکن بہر حال جو مقدر تھا اس سے تو مفر نہیں، اب اللہ کی طرف سے صبر ایک ایسا انعام ہے کہ جس کے لیے ہم اللہ سے التجا کرتے ہیں کہ وہ ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور صبر کی ٹھنڈک سے ہمارے اندر کی غم و سوز کی جلن کو ٹھنڈا کر دے۔ سوائے صبر کے اور چارہ ہی کیا ہے۔ مجھے یوں احساس ہو رہا تھا جیسے یہ حملہ صرف حامد الحق پر نہیں ہوا بلکہ میرے گھر اور میرے مدرسے پہ ہوا ہے، میرے مادر علمی پہ ہوا ہے، مجھے یاد ہے آج میں پہلی مرتبہ آپ کے سامنے یہ بات کہہ رہا ہوں کچھ میری معلومات تھیں کہ یہاں کوئی آپریشن کا پروگرام بن رہا ہے دارالعلوم حقانیہ کے اوپر، اتفاق سے بڑے ریاستی ذمہ داروں کے ساتھ میری ایک ملاقات تھی تو میں نے ان کے سامنے یہ بات کہی تھی کہ میری کچھ معلومات ہیں، آپ کوئی اس طرح کا ارادہ رکھتے ہیں، انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور سوچا کہ یہ تو بڑی سری چیز ہوتی ہے کیسے اس کو پتہ چل گیا ہے وہ خاموش ہو گئے اور میری طرف دیکھنے لگے۔ پھر میں نے ان سے کہا: آپ کا اگر کوئی ایسا ارادہ ہے تو یہ جان لو کہ آپ کو بہت مہنگا پڑے گا اور میں نے کہا کہ ہر چند کہ ہم اس قسم کے تنازعات سے دور رہتے ہیں جمعیت علمائے اسلام اسلحے کی سیاست نہیں کرتی لیکن یاد رکھو اگر تم لوگوں نے دارالعلوم حقانیہ کی طرف اس جرأت کی نظر سے دیکھا تو مقابلے میں فضل الرحمٰن کو پاؤ گے، یہ آپ کے لیے اتنا آسان نہیں ہے۔ الحمدللہ ان کو پسپا ہونا پڑا۔ تو اس حوالے سے آج بھی میرے جذبات وہی ہیں اور اس کو میں اپنے مادر علمی، اپنے گھر، اپنی عزت پر حملہ سمجھتا ہوں۔ حامد الحق ایک بے ضرر انسان لیکن آج بھی میں نے کچھ دوستوں سے کہا کہ مسئلہ حامد الحق صاحب کا نہیں ہے وہ ہمارا برخوردار تھا لیکن دارالعلوم حقانیہ کی نسبت ہے، ایک بڑی خبر بنانی تھی انہوں نے، انسان کی جان سے کھیلنا پھر مسلمان کی جان سے کھیلنا اس کو بھی ہم جہاد کہیں گے؟ یہ بندوق جو مسلمان کے خلاف استعمال ہوتی ہے جو ایک عالم دین کی خلاف استعمال ہوتی ہے جو اسلام کے ایک علمبردار کے خلاف استعمال ہوتی ہے یہ تمہارے جذبات تو ہو سکتے ہیں، یہ تمہاری تنگ نظری تو ہو سکتی ہے، یہ کسی سازش کا ایک سبب تو ہو سکتا ہے، ذریعہ تو ہو سکتا ہے لیکن جہاد نہیں ہو سکتا، دہشت گردی ہے یہ، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: پوری دنیا تباہ ہو جائے یہ اللہ کے لیے ہلکا ہے اس کے مقابلے میں کہ ایک مسلمان کا خون بہایا جائے گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے: پورا کعبہ گر جائے اس کی اللہ

تعالیٰ کو اتنی پرواہ نہیں لیکن اس کے مقابلے میں ایک مسلمان کا خون ہے... اور کعبے کو خطاب کرتے ہیں طواف کے دوران... تو عظمت والا گھر ہے لیکن مسلمان کا خون تیرے سے عظمت میں زیادہ ہے۔ اس کو ہم نے، اسلام کے نام لیواؤں نے اتنا ہلکا سمجھ لیا ہے اتنا معمولی سمجھ لیا ہے یعنی یہ لوگ آخرت کے مواخذے سے بے نیاز ہو چکے ہیں اور ایک مسلمان کے قتل کو جہاد کہہ کر سمجھتے ہیں کہ ہم جنت میں جائیں گے۔ اس کو ذریعہ جنت سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ اتنے غصے میں آ کر بیک وقت پانچ سزائیں ایک مومن کے قتل پر سناتا ہے، ہم اتنے غیر محتاط ہو گئے اس کو جہاد کہتے ہیں پھر ہم، یہ تو اسلام دشمنی ہے یہ تو مسلمان دشمنی ہے یہی تو وہ یسفک الدماء ہے کہ جس کی وجہ سے ملائکہ نے اعتراض کیا تھا لیکن پھر جب انسان پیدا ہوا انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام تشریف لائے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دین مکمل ہوا تو جب مسجد میں لوگ بیٹھتے، اللہ کو یاد کرتے تھے تو فرشتے اس مجلس کو گھیر لیتے تھے وہ اپنے بارے میں سوچتے تھے کہ اس انسان پر ہم نے یہ اعتراض کیا تھا اس کے بارے میں ہم نے یہ کہا تھا چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ کے گھر میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے لیے کیا کیا نقد انعامات اللہ تعالیٰ نے اعلان کیے، پہلا انعام ہے نقد سکینہ جو ضد ہے اضطرار کا، پریشانی کا، رحمت ڈھانپ لیتی ہے اس مجلس کو یہ نقد انعام ہے فرشتے گھیر لیتے ہیں اور دوسری روایت میں آتا ہے آسمان تک تہہ بہ تہہ فرشتے اس منظر کو دیکھتے ہیں کہ اس انسان کی تخلیق پر جب ہم نے اعتراض کیا تھا یہ وہی انسان ہے جو اللہ کا کلام پڑھتا ہے، دوسرے کو سمجھاتا ہے قرآن کی تعلیم حاصل کرتا ہے قرآن کی تعلیم دوسروں کو دے رہا ہے درس وتدریس کا معاملہ اس سے وابستہ ہے۔

آج ہم نے ان اداروں کو نشانہ بنا دیا، مسجد کو نشانہ بنا دیا، ابھی کوئی ہفتہ 10 دن پہلے کا واقعہ ہے، مجھے کسی نے بتایا کہ نماز کے اندر دو رکعت پڑھنے کے بعد جماعت میں کھڑے ہوئے مسلمان کو وہاں سے گھسیٹا اور مسجد سے باہر لا کر گولی ماردی گئی اس کو بھی جہاد کہیں گے ہم؟ ابھی جو پرسوں بلوچستان میں واقعہ ہوا ہے ایک عالم دین تراویح پڑھ رہا ہے 18 رکعت پڑھ چکا ہے مصلے پہ اس کو شہید کر دیا گیا، یہ بھی جہاد کے زمرے میں شمار کیے جائیں گے؟ یہ بھی سرزمین وطن کے ساتھ محبت کی علامت ہوگی۔ کہیں کوئی ضمیر رہ گیا ہے کہ جس کے دروازے پر کوئی دستک دی جائے کہ کر کیا رہے ہو، عجیب بات ہے حضرت شیخ مولانا حسن جانؒ کو شہید کیا جائے میں اپنے شیخ اور اپنے استاد کو شہید بھی کہوں گا اور اس کے قاتل کو مجاہد بھی کہوں گا؟ استاد الاساتذہ مولانا نور محمد صاحبؒ وزیرستان کے، وہ شہید ہوتے ہیں میرے والد کے شاگرد رشید تھے وہ علاقے کے بہت بڑے استاد تھے اور ان کی وہی حیثیت تھی جس کو عام لوگ اپنے الفاظ میں استاد کے لفظ سے پکارتے تھے ان کے نام لینے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی اس کو شہید بھی کہوں اور پھر قاتل کو مجاہد بھی کہوں، مولانا معراج الدینؒ جمعیت علماء اسلام کے ایک مضبوط توانا آواز تھے اور اس کے دماغ تھے وہ، میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کس قدر وہ خلوص سے بھرے ہوئے انسان تھے اس کو شہید کیا جاتا ہے اب میں اس کو شہید بھی کہوں گا اور اس کے قاتل کو مجاہد بھی کہوں گا؟ باجوڑ کے ایک جلسے میں تحصیل لیول کا ایک جلسہ ہے چھوٹا سا جلسہ، وہاں خودکش حملہ کیا جاتا ہے ہم 90 جنازے اٹھاتے ہیں ایک جلسے کے 90 جنازے، میں اپنے ان جوانوں کو شہداء کا نام بھی دوں گا اور اس کے قاتل کو میں کہوں گا کہ یہ مجاہد ہے؟

کم از کم میرے بھائیو، میرے دوستو، اس تضاد کو سینے میں جگہ مت دیجئے، یہ کالی آندھی ہیں آئی ہیں گزر جائیں گی ان شاء اللہ لیکن یہ مدارس رہیں گے اور علماء رہیں گے، جمعیت علماء اسلام رہے گی اور دین کی آواز سربلند رہے گی انشاءاللہ، اعلاء کلمۃ اللہ کی نیت سے کام کرو یہی جہاد ہے جو استطاعت آپ کو اللہ نے دی ہے اس سے زیادہ کا آپ کو مکلف نہیں کیا اور جو مشن آپ کے حوالے ہے اس کا نتیجہ آپ کے حوالے نہیں کیا، آپ کے حوالے صرف محنت اور وہ بھی اپنی استطاعت کے اندر، وفاق المدارس العربیہ کام کر رہا ہے، تمام مکاتب فکر کے مدارس کام کر رہے ہیں، علماء کام کر رہے ہیں، مساجد آباد ہیں، مدارس آباد ہیں، مولانا سمیع الحق صاحب شہید ہوئے کیا دارالعلوم کے کسی ایک طالب علم میں کوئی کمی آئی؟ یا حامد الحق کو یا ان کے ساتھ جو شہداء ہیں میں ان سب کے لیے تعزیت کرتا ہوں مولانا شفیع اللہ صاحب کے بھی بچے شہید ہوئے ہیں میں سب کی تعزیت کے لیے حاضر ہوں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا آپ اپنی آخرت کیوں خراب کر رہے ہیں؟ کیوں اپنے آپ کو دھوکہ

دیتے ہو کہ جیسے تم کوئی جہاد لڑ رہے ہو، کوئی جہاد نہیں لڑ رہے ہو تم سفاک ہو، تم قاتل ہو، تم مجرم ہو، افغانستان کے علماء کا فتویٰ ہے، پاکستان کے علماء کا فتویٰ ہے، مولانا عبدالحق صاحبؒ اس وقت موجود تھے جب ہم لکھ رہے تھے جامعہ اشرفیہ لاہور میں کہ اس کے بعد جنگ ہوگی جہاد نہیں ہوگا، پاکستان میں یہ چیز غیر شرعی ہے، حضرات علماء ہیں، طلباء ہیں، علمی بحث کرتے رہتے ہیں کرتے رہو لیکن ایک فیصلہ جب آجاتا ہے تو عالم دین کا مقام یہ ہے کہ وہ یہ کہے کہ یہ میری ذاتی رائے ہے لیکن اجماع کے تابع رہوں گا، فضل الرحمٰن بھی ایک مولوی ہے، ایک مولوی کا بیٹا ہے اور ایسے مولوی کا بھی نہیں میرے سامنے میرے والد رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ تم جیسے مولوی جو ہیں نا وہ تو ایک ہزار مولوی میں ایک لمحے میں بغل کے نیچے سے گزار لیتا ہوں۔ جن کے علمی مقام پر مولانا عبدالحقؒ اعتماد کرتے تھے اور مولانا عبدالحقؒ کا علمی مقام آپ نہیں جانتے، آپ نے ان کو دیکھا ہی نہیں ہوگا میں نے یہاں کے تمام اس زمانے کے تمام ہم عصر اساتذہ کو سنا ہے اور آپ کو پتہ ہے کہ صحاح ستہ کی احادیث جب پڑھائی جاتی ہیں تو ایک حدیث مختلف کتابوں میں مکرر آتی ہے بلکہ بعض دفعہ ایک کتاب میں بھی مکرر آجاتی ہے، ہمارے اساتذہ اس پہ بحث بھی کرتے تھے مولانا عبدالحق صاحبؒ بیٹھے ہوتے تھے اور کوئی ایسی حدیث پڑھا رہے ہوتے تھے جو ہم پہلے سن چکے ہوتے تھے دوسرے اساتذہ سے، اس وقت پتہ چلتا تھا کہ مولانا عبدالحقؒ کا مقام کچھ اور ہے ان کی تحقیق کا انداز ہی کچھ اور تھا۔

ہمارے حاجی صاحب تھے نوشہرہ میں حاجی شیر خان زمیندار، دنیادار آدمی، ایک دفعہ مجھے کہنے لگے کہ ہم سوٹڈ بوٹڈ لوگ، دنیادار لوگ جب آپس میں کبھی اکٹھے ہوتے ہیں تو یہ لوگ علماء کے بارے میں ذرا کمزور باتیں کرتے ہیں اور علماء کو بڑا کمزور سمجھتے ہیں تو حاجی صاحب کہتے ہیں کہ میں پھر ان کو کہتا ہوں کہ تم نے علماء کو دیکھا نہیں ہے، آؤ میں تمہیں دارالعلوم حقانیہ لے جاتا ہوں، مولانا عبدالحق صاحبؒ کے درس میں تمہیں بٹھاتا ہوں اگر اس کا درس سن کر تم احساس کمتری میں جوتوں میں جا کر نہ بیٹھے میرا نام تبدیل کرنا، تو ایسے اکابر کو دیکھا۔ کتابیں لکھی جا رہی ہیں حضرت شیخ الہند گندے پانی میں داخل ہو گئے، مولانا حسین احمد نے کفر کیا، مفتی کفایت اللہ نے کفر کیا، مولانا عبیداللہ سندھی نے کفر کیا، اتنی جرأت، عبداللہ درخواستی نے کفر کیا، احمد علی لاہوری نے کفر کیا، مفتی محمود نے کفر کیا۔ ہوتے کون ہو تم لوگ جاہل کے بچو! کہ تم اتنے بڑے اکابرین کے بارے میں اس قسم کی ہرزہ سرائی کرتے ہو تمہیں شرم نہیں آتی، کتابیں لکھتے ہو، میں ایسی کتابوں کو ریزہ ریزہ کر کے ہوا میں پھینکتا ہوں کوئی ایسی بات نہیں ہے، مجھے اپنے اکابر پر اعتماد ہے، میرے پاس حدیث کی اور دین کی سند انہی کی ہے اور میں ان کی سند کو اتنا بڑا مقام دیتا ہوں کہ اگر ان اکابرین کی تشریحات کے مطابق کوئی حدیث پڑھائے گا تو میری اجازت اس کو ہوگی ورنہ نہیں ہوگی، ان اکابرین کو جنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ابھی وہ لوگ زندہ ہیں، ہم نے خود دیکھے ہیں، خود سنے ہیں، تم کیا چیز ہو؟ کیا تمہاری حیثیت ہے؟ بارود تمہارے پاس، اڑا دو گے ہمیں، تو پھر ہمارے اڑانے کے بعد ایک ایک قطرے سے جو ہمارے نظریات کی صدا اٹھے گی، جو ہمارے مشن کی صدا اٹھے گی، جو ہمارے اکابر کی صدا اٹھے گی، تمہیں اس کا بھی اندازہ ہے۔

بہرحال ہم ایک راستے پہ چلے ہیں اور یہ ہمارے اکابر کا راستہ ہے اس کو ہم امانت سمجھتے ہیں، میرے پاس اکابر کے دو چیزیں ہیں پوری جمعیت علماء اسلام کے پاس دو چیزیں ہیں میرے اکابر کی بطور امانت، ایک اکابر کا نظریہ عقیدہ ونظریہ اور دوسرا اس عقیدے ونظریے کے لیے کام کرنے کا منہج اور رویہ، مجھے انہوں نے عقیدہ بھی بتلایا ہے نظریہ بھی بتلایا ہے اور کام کرنے کا منہج بھی بتلایا ہے نہ تم مجھے ان کے عقیدے سے ہٹا سکو گے، نہ ان کے منہج سے ہٹا سکو گے، یہ دونوں امانتیں ہیں ہمارے پاس، اپنی آخرت خراب کرو، اب تو دل بھی نہیں چاہتا یقین جانیے ایک درجہ ایسا آجاتا ہے کہ آدمی کہتا ہے: یا اللہ! ان کو ہدایت دے، اے اللہ ان کو ہدایت دے، یا اللہ ان کو ہدایت دے، اب تو ہماری طبیعت میں یہ مسئلہ اس مقام پر پہنچ گیا ہے کہ دل سے بددعا نکلتی ہے ہدایت تو دور کی بات ہے ہم ان کی ہلاکت کی دعائیں کرتے ہیں، علماء کرام کی ان مظلوموں کے دلوں سے جو بددعائیں نکلتی ہیں تمہارے لیے، ان مظلوموں کی آہوں سے ڈرو، ان کی بددعاؤں سے ڈرو، ان کی بددعاؤں کے نتیجے میں سوائے ہلاکت کے تمہارا کوئی اور انجام نہیں ہوگا دنیا میں بھی تباہ اور آخرت میں بھی تباہ، یہ وہ لوگ ہیں۔ کبھی

(باقی صفحہ 27 پر)

مسائلِ اعتکاف

مولانا محمد الیاس گھمن

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کی رضا کے لیے ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کو آڑ بنا دیں گے، ایک خندق کی مسافت آسمان و زمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے۔“

ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو رمضان المبارک کے آخری عشرے کے اعتکاف کی کیا فضیلت ہوگی؟ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو رمضان کی مبارک گھڑیوں میں اعتکاف کرتے ہیں اور مذکورہ فضیلت کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کی تمام نیکیاں اسی طرح لکھی جاتی رہتی ہیں جیسے وہ ان کو خود کرتا رہا ہو۔“

اس حدیث میں اعتکاف کے فوائد میں سے دو بیان کیے گئے ہیں:

1) معتکف جتنے دن اعتکاف کرے گا، اتنے دن گناہوں سے بچا رہے گا۔

2) جو نیکیاں وہ باہر کرتا تھا مثلاً مریض کی عیادت، جنازے میں شرکت، غرباء کی امداد وغیرہ، اعتکاف کی حالت میں اگرچہ ان کاموں کو نہیں کر سکتا لیکن اس قسم کے اعمال کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے: ”جس نے اللہ کی رضا کے لیے ایمان و اخلاص کے ساتھ اعتکاف کیا تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔“

اس حدیث میں اعتکاف کرنے پر جن گناہوں کی معافی کا وعدہ کیا گیا ہے ان سے مراد گناہ صغیرہ ہیں، کیوں کہ گناہ کبیرہ کی معافی کے لیے توبہ شرط ہے۔ اعتکاف کرنے والا جب مبارک ساعات میں خدا تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتا ہے، آہ و بکا کرتا ہے اور اپنے سابقہ گناہوں سے سچی توبہ کرتے ہوئے آئندہ نہ کرنے کا عزم کرتا ہے تو یقینی بات ہے اس کے کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک میں گناہوں سے مراد کبیرہ بھی ہو سکتے ہیں جن کی معافی طلب کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے اور فرمایا کرتے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری راتوں میں تلاش کیا کرو۔

اعتکاف سے مقصود لیلۃ القدر کو پانا ہے، جس کی فضیلت ہزار مہینوں سے زیادہ ہے۔ اس حدیث میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنے کے لیے آخری عشرے کا اہتمام بتایا گیا ہے جو دیگر احادیث کی رو سے اس عشرے کی طاق راتیں ہیں۔ لہٰذا بہتر تو یہی ہے کہ اس آخری عشرے کی ساری راتوں میں بیداری کا اہتمام کرنا چاہیے، ورنہ کم از کم طاق راتوں کو تو ضرور عبادت میں گزارنا چاہیے۔

چند ضروری مسائل:

ماہِ رمضان کے آخری عشرے میں کیا جانے والا اعتکاف ”سنت مؤکدہ علی الکفایہ“ ہے، یعنی بڑے شہروں کے محلے کی کسی ایک مسجد میں اور گاؤں دیہات کی پوری بستی کی کسی ایک مسجد میں کوئی ایک آدمی بھی اعتکاف کرے گا تو سنت سب کی طرف سے ادا ہو جائے گی۔ اگر کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب گناہ گار ہوں گے۔

اعتکاف کے چند مسائل یہ ہیں:

☆ رمضان کے سنت اعتکاف کا وقت بیسواں روزہ پورا ہونے کے دن غروبِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور عید کا چاند نظر آنے تک رہتا ہے۔ معتکف کو چاہیے کہ وہ بیسویں دن غروبِ آفتاب سے پہلے اعتکاف والی جگہ پہنچ

جائے۔

☆جس محلے یا بستی میں اعتکاف کیا گیا ہے، اس محلے اور بستی والوں کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی اگرچہ اعتکاف کرنے والا دوسرے محلے کا ہو۔

☆ آخری عشرے کے چند دن کا اعتکاف، اعتکافِ نفل ہے، سنت نہیں۔

☆سنت اعتکاف کی دل میں اتنی نیت کافی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے رمضان کے آخری عشرے کا مسنون اعتکاف کرتا ہوں۔

☆کسی شخص کو اجرت دے کر اعتکاف میں بٹھانا جائز نہیں۔

☆ مسجد میں ایک سے زائد لوگ اعتکاف کریں تو سب کو ثواب ملتا ہے۔

☆مسنون اعتکاف کی نیت بیس تاریخ کے غروبِ شمس سے پہلے کر لینی چاہیے۔

☆ اعتکافِ مسنون کے صحیح ہونے کے لیے مندرجہ ذیل چیزیں ضروری ہیں: مسلمان ہونا۔ عاقل ہونا۔ اعتکاف کی نیت کرنا۔ مرد کا مسجد میں اعتکاف کرنا۔ مرد اور عورت کا جنابت یعنی غسل واجب ہونے والی حالت سے پاک ہونا، عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا۔ روزے سے ہونا (اگر اعتکاف کے دوران کوئی ایک روزہ نہ رکھ سکے یا کسی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے تو مسنون اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا)۔ جس شخص کے بدن سے بدبو آتی ہو یا ایسا مرض ہو جس کی وجہ سے لوگ تنگ ہوتے ہوں تو ایسا شخص اعتکاف میں نہ بیٹھے، البتہ اگر بدبو تھوڑی ہو جو خوشبو وغیرہ سے دور ہو جائے اور لوگوں کو تکلیف نہ ہو، تو جائز ہے۔

اعتکاف کی حالت میں جائز کام:

کھانا پینا (بہ شرطے کہ مسجد کو گندا نہ کیا جائے) سونا، ضرورت کی بات کرنا، اپنا یا دوسرے کا نکاح یا کوئی اور عقد کرنا، کپڑے بدلنا، خوش بو لگانا، تیل لگانا، کنگھی کرنا (بہ شرطے کہ مسجد کی چٹائی اور قالین وغیرہ خراب نہ ہوں) مسجد میں کسی مریض کا معائنہ کرنا، نسخہ لکھنا یا دوا بتا دینا، لیکن یہ کام بغیر اجرت کے کرے تو جائز ہیں ورنہ مکروہ ہیں، برتن وغیرہ دھونا، معتکف کا اپنی نشست گاہ کے اردگرد چادریں لگانا۔ معتکف کا مسجد میں اپنی جگہ بدلنا۔ بہ قدرِ ضرورت بستر، صابن، کھانے پینے کے برتن اور مطالعے کے لیے دینی کتب مسجد میں رکھنا۔☆☆

کچھ بھی ہیں لیکن ترے محبوب کی امت میں ہیں

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لئے
بادلو! ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لئے
اے دعا! ہاں عرض کر عرشِ الٰہی تھام کے
اے خدا! اب پھیر دے رخ گردشِ ایام کے
صلح تھی کل جن سے اب وہ برسرِ پیکار ہیں
وقت اور تقدیر دونوں در پئے آزار ہیں
ڈھونڈتے ہیں اب مداوا سوزشِ غم کے لئے
کر رہے ہیں زخمِ دل فریاد مرہم کے لئے
رحم کر، اپنے نہ آئینِ کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا
خلق کے راندے ہوئے دنیا کے ٹھکرائے ہوئے
آئے ہیں اب تیرے در پر ہاتھ پھیلائے ہوئے
خوار ہیں، بدکار ہیں، ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
کچھ بھی ہیں لیکن ترے محبوب کی امت میں ہیں
حق پرستوں کی اگر کی تونے دلجوئی نہیں
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

آغا حشر کاشمیری

شبِ قدر... فضائل واحکام

مرسلہ:.... حافظ محمد سعید لدھیانوی

شبِ قدر ایک نہایت ہی عظیم اور افضل رات ہے جو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو ہدیہ اور تحفہ کے طور پر عطا فرمائی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع شروع میں یہ رات بتلادی گئی تھی پھر کسی وجہ سے اس کی تعیین اٹھالی گئی،

شبِ قدر کب ہوتی ہے؟:

شبِ قدر کے بارے میں وارد احادیث کی وجہ سے تمام محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شب قدر ”رمضان المبارک“ میں ہوتی ہے اور رمضان المبارک میں بھی آخری عشرہ کی کوئی رات شب قدر ہوگی خاص طور سے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کسی ایک کے شب قدر ہونے کی زیادہ امید ہے۔

شبِ قدر کو پانے کے لئے کیا کریں؟

شبِ قدر ایک رات ہے اور رات ودن کا نظام کائنات کا ایک حصہ ہے جو ہر کسی کے لیے چلتا ہے تو شب قدر بھی مسلم اور غیر مسلم، گنہگار مسلم یا نیک مسلم؛ ہر انسان کے پاس ضرور آتی ہے بس فرق یہ ہے کہ اسلام کا اعتقاد نہ رکھنے کی وجہ سے غیر مسلموں کی نظر میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے جب کہ مسلمان اسے اہمیت دیتے ہیں، پھر مسلمانوں میں بھی نیک لوگ یا گناہوں سے توبہ کا جذبہ رکھنے والے گنہگار لوگ اس رات کی اہمیت کو جان کر اس کی تلاش میں گناہوں سے استغفار اور عبادات کا اہتمام کرکے اسے پالیتے ہیں اور جو مسلمان اعمال صالحہ سے دور، گناہوں کے عادی، توبہ کا ارادہ نہ رکھنے والے ہوتے ہیں وہ اس عظیم رات کو ناقدری میں گذار کر اس سے محروم رہ جاتے ہیں۔

تو شب قدر کو پانے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان واعمال صالحہ، عبادات واستغفار اور دعاؤں کے اہتمام کے ساتھ یہ رات بسر کی جائے۔

اب چوں کہ اس رات کا یقینی علم تو ہے نہیں اس لئے جو شخص سارا رمضان، بالخصوص آخری عشرہ اور اس کی طاق راتوں میں عبادات کا اہتمام اور گناہوں سے اجتناب کرے تو ایسے بندے نے یقیناً اس رات کو اس کی قدردانی کے ساتھ پالیا، اور جس نے ایسا نہیں کیا تو وہ خیر اور بھلائی سے محروم رہا۔

شبِ قدر کے فضائل:

شبِ قدر کی فضیلت کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن مجید میں ایک مستقل سورہ اسی کے نام سے نازل کیا گیا ہے، علاوہ ازیں قرآن وحدیث میں اس رات کی جو خاص خاص فضیلتیں بتلائی گئی ہیں وہ یہ ہیں:

(1)...اس رات میں قرآن نازل ہوا۔

(2)...اس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بھی بہت زیادہ ہے (کتنی زیادہ ہے؟ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے)۔

(3)...اس رات فرشتے اللہ کے حکم سے بندوں کی (سال بھر کی) تقدیریں لے کر اترتے ہیں۔

(4)... یہ رات تمام آفتوں اور بلاؤں سے حفاظت والی رات ہے۔

(5)... یہ رات سلامتی اور برکت والی ہے۔

(6)...اس رات کی برکتوں کا سلسلہ صبح صادق تک جاری رہتا ہے۔

(7)... اس رات بندوں کے سال بھر کی تقدیر کے فیصلے کیے جاتے ہیں۔

(8)... جو شخص اس رات میں ایمان کی حالت میں ثواب کی امید کے ساتھ عبادت میں لگا رہتا ہے اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔

(9)... جس نے اسے پالیا تو اس نے خیر کو پالیا اور جو اس سے محروم رہا تو ہر قسم کے خیر سے محروم رہ گیا۔

(10)... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات کے حصول کے لیے رمضان کے آخری عشرہ کی تمام راتوں میں خود بھی عبادت کرتے اور گھر والوں کو بھی عبادت کرنے کے لیے جگا دیا کرتے تھے۔

شبِ قدر کی علامات:

یوں تو ہر مسلمان کو چاہیے کہ سارا رمضان اس رات کے حصول کی فکر میں عبادات میں گزار دے تاکہ یقینی طور پر شب قدر کو پانے والا سمجھا جائے اور شاید شب قدر کی تعیین اٹھا لیے جانے کی یہی حکمت بھی ہے تاہم چوں کہ تمام افراد کی جسمانی طاقت وقوت اس درجے کی نہیں ہوتی ہے کہ وہ اتنی ہمت کرسکیں؛ اس لیے اللہ تعالیٰ نے امت پر فضل کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم فرمایا کہ رمضان کی آخری دس راتوں میں اس کے ملنے کی بشارت سنائی نیز اس کی کچھ علامتیں بھی بتلائیں تاکہ اس کی تلاش میں مشقت برداشت کرنے والوں کو زندگی میں کبھی ایک بار تو یہ تسلی ہو کہ ہاں شاید میں نے اسے پالیا ہے۔

الغرض شبِ قدر کی کچھ علامتیں یہ ہیں:

(1)...یہ رات طاق راتوں میں سے کوئی ایک ہونے کی زیادہ امید ہے۔

(2) ...یہ رات موسم کے اعتبار سے معتدل ہوگی؛ نہ بہت زیادہ ٹھنڈی اور نہ بہت زیادہ گرم۔

(3)...اس رات ستارہ نہیں ٹوٹے گا

(4)...اس رات کی اگلی صبح کا سورج ہلکے سرخ رنگ کا ہوگا بالکل صاف ہوگا جس میں آنکھوں کو چندھیا دینے والی شعائیں نہیں ہوں گی۔

شبِ قدر کے اعمال:

اس رات اللہ کی طرف سے جتنے بھی نیک اعمال کی توفیق ملے ان سب کو انجام دینے کی فکر کرنی چاہیے؛ چند اعمال یہ ہیں:

(1) ... رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف۔

(2)... نفل اور سنت نمازیں خاص طور پر نماز تراویح اور نماز تہجد۔

(3)... قرآن کریم کی تلاوت۔

(4)...ذکر واذکار کا اہتمام۔

(5)...دعاؤں کا اہتمام۔

(6)...چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضاء۔

(7)...صلاۃ التسبیح۔

(8)... خاص طور سے یہ دعا: ''اَللّٰھُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي۔''

نوٹ: اس رات کے خاص اعمال کے طور پر صرف آخری دعاء والا عمل حدیثوں سے ثابت ہے باقی تمام اعمال بندے کے اپنے اختیاری اعمال کہلائیں گے۔

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف:

اگر اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں تو اس رات کو پانے کے لئے مرد حضرات کو چاہیے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی دس راتوں کا مسجد میں اعتکاف کریں اور عورتیں اپنے گھروں میں کسی خاص جگہ کو طے کر کے (جہاں وہ عام طور سے نمازیں وغیرہ پڑھتی ہیں) اعتکاف کریں، اگر کوئی یہ نہ کرسکے تو نفل کی نیت سے جتنے دن بھی ممکن ہو اعتکاف کرلیں کم از کم طاق راتوں کو اعتکاف کی نیت سے عبادتوں کے اہتمام کے ساتھ گزارنے کی کوشش کریں۔

نوٹ: رمضان کے آخری عشرہ کا سنت اعتکاف 20 رمضان کو غروب آفتاب سے شروع ہوجاتا ہے یعنی غروب آفتاب سے پہلے پہلے اعتکاف کی نیت سے مقام اعتکاف میں پہنچ جانا چاہیے؛ اگر کوئی 20 رمضان کے غروب سے پہلے نہ پہنچ پائے تو وہ سنت اعتکاف سے محروم ہوجائے گا، اب اس کا اعتکاف نفل کی حیثیت حاصل کرلے گا۔ مرد حضرات کے لیے یہ اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہوتا ہے یعنی کوئی ایک شخص بھی مکمل دس دن اعتکاف کی نیت سے مسجد میں بیٹھ جائے تو محلے کے باقی تمام لوگ اس سنت کو ترک کرنے کے گناہ سے بچ جائیں گے۔

قضائے عمری کی 4 رکعات نماز:

چوں کہ اس رات کی عبادت 80 سال کی عبادت سے بھی بہت زیادہ ہے اس لیے بعض لوگ قضائے عمری کے نام سے صرف 4 رکعات کچھ خاص طریقے پر پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں گویا کہ ساری زندگی کی چھوٹی ہوئی نمازوں کا حساب برابر ہوگیا؛ یہ سراسر غلط اور خلاف شریعت بات ہے کیوں کہ نمازوں کے بارے میں اسلام کا حکم یہ ہے کہ ہر دن کی 5 وقت کی فرض نمازیں اور واجب الوتر کا الگ الگ حساب ہوگا، جتنی نمازیں چھوٹ گئی ہیں ان تمام کی قضاء کرنا ضروری ہے صرف 4 رکعات قضائے عمری کے نام سے پڑھ لینا چھوٹی ہوئی تمام نمازوں کے برابر بالکل بھی نہیں ہوگا بلکہ قضائے عمری کی نیت سے کچھ خاص طریقے پر 4 رکعات نماز کا پڑھنا ہی بدعت ہے۔

کیا 27 ویں رات کو ہی شبِ قدر ہے؟

یہ ٹھیک ہے کہ حدیثوں میں بیان کی گئی شب قدر کی علامات اکثر لوگوں نے رمضان کی

(باقی صفحہ 20 پر)

دینی تعلیم کے فروغ کیلئے زکوٰۃ کا استعمال

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

تعلیم انسان کے لئے سب سے بڑی نعمت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل ہوئی، اس میں ایک سے زیادہ دفعہ تعلیم کا ذکر موجود ہے، تعلیم کے دو پہلو ہیں، ایک: دنیا میں پیش آنے والی ضرورتوں سے متعلق علم، یہ بھی ضروری ہے اور اسلام نے اس کی بھی حوصلہ افزائی کی ہے، دوسرے: آخرت کی ضرورتوں سے متعلق علم، جس کی اہمیت پہلی قسم کے علم سے کہیں بڑھ کر ہیں، ضرورت کے مطابق اس علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے؛ لیکن انسان کی ایک فطری کمزوری یہ ہے کہ نقد کی مقدار چاہے کم ہو، وہ اس کو اُدھار سے زیادہ اہمیت دیتا ہے؛ اسی لئے جن علوم سے دنیا میں انسان پیسے بنا سکتا ہے، اس کے لئے تو انسان کسی ترغیب کے بغیر بھی محنت کرتا ہے؛ لیکن آخرت سے متعلق علم جس کو ہم ’’دینی علم‘‘ کہتے ہیں، اس کی طرف توجہ نہیں ہوتی؛ اس لئے ہندوستان میں ہمارے بزرگوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جو طلبہ دینی تعلیم حاصل کریں اور ان کے سرپرستوں میں ان کے تعلیمی اخراجات پورا کرنے کی صلاحیت نہیں ہو، ان کی تعلیم میں زکوٰۃ اور عطیات سے مدد کی جائے اور اس طرح دینی تعلیم کا نظام چلتا رہے، افسوس کہ بعض حقیقت نا آشنا لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں؛ بلکہ وہ اس کی مخالفت کرتے ہیں، یہ بحیثیت مجموعی مسلمانوں کے لئے بہت ہی نقصان دہ سوچ ہے۔

اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے دو باتیں پیش نظر رکھنی ضروری ہیں: اول یہ کہ زکوٰۃ کا مقصد کیا ہے؟ اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں کیا رعایت ملحوظ ہے؟ دوسرے کیا یہ مقصد دینی مدارس کو زکوٰۃ ادا کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے؟

قرآن مجید نے زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ذکر کئے ہیں: فقیر، مسکین یعنی غریب اور بہت زیادہ غریب، عاملین یعنی زکوٰۃ کی جمع وتقسیم کا کام انجام دینے والے لوگ، مؤلفۃ القلوب یعنی وہ نو مسلم جن کو اسلام پر استقامت کے لئے یا وہ غیر مسلم جن کو اسلام کی ترغیب کے لئے کچھ دیا جائے، غلام، مقروض، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور مسافر، (التوبۃ : ۶۰) ان آٹھ مصارف میں پانچ وہ ہیں جن کا مقصد غرباء اور حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرنا ہے، فقیر و مسکین سے عام محتاج مراد ہیں، غلام، مقروض اور مسافر سے مخصوص نوعیت کے اور وقتی طور پر پریشان حال لوگوں کی حاجت براری مقصود ہے، مؤلفۃ القلوب اور مجاہدین فی سبیل اللہ کی رعایت کا منشاء اسلام کی سربلندی اور اعلاء کلمۃ اللہ ہے، ’’عاملین‘‘ کی مد زکوٰۃ سے متعلق انتظامی اُمور کی انجام دہی اور اس کے اخراجات کی تکمیل کے لئے ہے، پس ان مصارف زکوٰۃ پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کے بنیادی طور پر دو مقاصد ہیں: غربا کی حاجت پوری کرنا، اسلام کی بلندی اور اس کی دعوت و اشاعت اور حفاظت وصیانت کے نظام کو تقویت پہنچانا۔

مصرف زکوٰۃ کی روح کو سامنے رکھ کر دینی مدارس کے نظام اور اس کے کردار پر غور کیجئے دینی مدارس کی حیثیت عام درس گاہوں کی نہیں ہے، عام درس گاہوں کا مقصد بچوں کو ایسی تعلیم سے آراستہ کرنا ہے جو آئندہ ان کو ملازمت دلائے اور زیادہ سے زیادہ کمانے کے لائق بنائے، جس تعلیم سے جس قدر مستقبل کی معاشی فلاح و بہبود متعلق ہے، وہ اسی قدر لوگوں کے لئے مرکز توجہ بھی ہے اور گراں بھی؛ بلکہ سرکاری تعلیم گاہوں کی زبوں حالی اور بے سروسامانی نے اب تعلیم کو ایک نہایت ہی نفع بخش اور نفع رساں تجارت بنا دیا ہے؛ لیکن دینی مدارس کی حیثیت اس سے مختلف ہے، خاص کر ہندوستان میں اس کا ایک خاص پس منظر ہے۔

مسلم دورِ حکومت تک وہ علوم جن کو آج ’’جدید علوم‘‘ کہا جاتا ہے، اس قدر شاخ در شاخ نہ ہوتے تھے، جیسا کہ آج ہم دیکھ رہے ہیں،

بعض فنون مدون ہو چکے تھے؛ لیکن ان پر ایک آدھ کتابوں کی تدریس کے ساتھ تجربہ کافی سمجھا جاتا تھا، بعض فنون مدون بھی نہ ہوئے تھے اور ان کے تجربات سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے آئے تھے، جیسے: مختلف شعبوں کی انجینئرنگ اور زراعت وغیرہ، اس کے لئے حکومت کی طرف سے عمومی نوعیت کی درس گاہیں ہوتی تھیں، ان میں زبان، مذہب، اخلاق اور طب وغیرہ کی تعلیم مشترک طور پر ہوتی تھی اور مختلف قوموں کے لوگ مل جل کر تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔

جب ہندوستان سے مسلمانوں کے اقتدار کا سورج غروب ہونے لگا اور انگریز نہایت چالبازی کے ساتھ اپنے قدم بڑھانے لگے، تو انھوں نے سونے کی اس چڑیا کے بال و پَر نوچنے کو کافی نہ سمجھا؛ بلکہ ہندوستان کو مستقل طور پر اپنے زیر اثر رکھنے کی غرض سے رعایا کی فکر و نظر میں تبدیلی کو بھی ضروری سمجھا اور اس کے لئے چہار رخی تدبیریں کی گئیں، چوں کہ ان کو زیادہ خطرہ مسلمانوں سے تھا، اس لئے انھوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو اور خاص کر مسلمانوں کو اپنی فکری یورشوں کا نشانہ بنایا اور بے سر و پا اعتراضات اور خلاف واقعہ شکوک و شبہات اسلام پر شروع کئے، تاکہ ہندوستانیوں کی نئی نسل اپنے مذہب کے بارے میں غیر مطمئن اور بدگمان ہو جائے، دوسرے نہایت ہی قوت کے ساتھ ملک کے چپہ چپہ میں عیسائی مشنریز کو بھیجا اور عیسائیت کی تبلیغ شروع کر دی، بعض اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقصد کے لئے ایک ایک شہر میں پانچ پانچ سو پادریوں کے قافلے اُترتے تھے اور عیسائیت کی تقویت کے لئے بڑے بڑے مناظر برطانیہ سے بلائے جاتے تھے۔

تیسرے انگریزوں نے بلا تاخیر ہندوستان میں ایک نیا نظام تعلیم جاری کیا، جس کا مقصد محض علوم و فنون کی تعلیم نہ تھی؛ بلکہ ہندوستانیوں کو مغرب سے قریب کرنا، ان کو ایسے مذہبی افکار اور اپنی ثقافت کے بارے میں احساس کمتری میں مبتلا کرنا اور انگریز حکومت کے لئے ہندوستانی نوکروں کا ایک انبوہ تیار کرنا تھا، بقول لارڈ میکالے ان درس گاہوں کا مقصد تھا کہ ہندوستان کے لوگ رنگ و نسل کے ہندوستانی رہ جائیں اور دل و دماغ میں انگریز بن جائیں، چوتھے ہر طرح کی سرکاری ملازمت کو اسی نئی تعلیم سے متعلق کر دیا گیا جس نے بہت جلد ہندوستانیوں کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ اپنی گردنِ طاعت اس نئے نظام کے سامنے خم کر دیں۔

ہندوؤں کے لئے یہ صورتِ حال چنداں قابل تشویش نہ تھی؛ کیوں کہ ہندو مذہب کی بنیاد کسی متعین فکر و عقیدہ پر نہیں ہے، یہاں تک کہ جو لوگ ہندو دیویوں اور دیوتاؤں کا مذاق اُڑاتے ہیں، وہ بھی ہندومت سے باہر نہیں ہیں، زندگی کے عام مسائل میں یا تو ہندو مذہب کوئی رہنمائی نہیں کرتا، یا کرتا ہے تو وہ آج کے حالات میں ناقابل عمل ہے اور خود ہندو قوم اسے قبول کرنے کو تیار نہیں ہے، اس لئے ہمارے ہندو بھائیوں نے تو بلا تأمل اس پر لبیک کہا اور اس کے فوائد بھی اُٹھائے۔

انگریزوں کو اصل پرخاش مسلمانوں سے تھی اور وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کے ایمان کا سودا کریں، اس پس منظر میں بالغ نظر اور دردمند علماء کرام نے محسوس کیا کہ سیاسی اقتدار تو اب رُخصت ہونے کو ہے، کسی طرح مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کی تدبیر کرنی چاہئے؛ چنانچہ انھوں نے طے کیا کہ ہندوستان کے گوشے گوشے میں دینی درس گاہوں کا جال بچھا دیا جائے اور ایک ایسی نسل کو وجود بخشا جائے جو مادی منافع کے پیچھے دوڑنے کے بجائے اپنی دنیا کو قربان کر کے مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت پر کمربستہ رہے، فاقہ مستی اسے گوارہ ہو، معمولی کھانا اور معمولی پہننے پر وہ قناعت کر سکے اور خس پوش جھونپڑیوں میں چٹائیوں پر بیٹھ کر اپنے آپ کو خدا کے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لئے وقف رکھے۔

چنانچہ اس منصوبہ کے تحت پورے ملک میں مدارس و مکاتب کا قیام عمل میں آیا اور ایک ایسے تعلیمی نظام کی تشکیل کی گئی جو اپنے اخراجات میں حکومت کا محتاج نہ ہو؛ بلکہ اگر حکومت مدد کرنا بھی چاہے تو اسے قبول نہ کیا جائے اور ہر طرح سرکاری مداخلت سے آزاد رہ کر یہاں سے دین کی حفاظت و اشاعت کے جذبہ سے سرشار اور ایثار و قربانی سے سرمست بادہ خواروں کی ایک بہت بڑی تعداد پیدا کی جائے؛ چنانچہ وہ اس میں کامیاب رہے اور انھوں نے ایک ایسے طبقہ کو وجود بخشا جس نے ایک طرف حکومت کی ابتلاؤں کو برداشت کیا، مادی سہولتوں سے محرومی اور طنز و تعریض کے تیر بھی اپنے سینوں پر سہے؛ لیکن نہ کوئی خوف ان کو اپنے مشن سے دُور کر سکا اور نہ کوئی تحریص ان کی راہ میں رکاوٹ بن سکی۔

غور کیجیے کہ گزشتہ ڈیڑھ دو سو سال میں اسلام کے خلاف اس ملک میں جتنی یورشیں ہوئی ہیں، ان کا مقابلہ کس نے کیا ہے؟ جب ملک کی گلی کوچوں میں عیسائی منادلوگوں کو دعوت ارتداد دے رہے تھے تو کس نے شہر شہر اور قریہ قریہ ان کا تعاقب کیا؟ جب آریہ سماجی تحریک اُٹھی اور اس نے افلاس زدہ جاہل وناخواندہ مسلمانوں کو ہندو مذہب کی طرف لوٹنے کی دعوت دی تو کون لوگ تھے جو اس فتنہ کے مقابلہ میں سینہ سپر ہوئے؟ جب پنجاب سے انگریزوں کی شہ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو کون لوگ اس فتنۂ کبریٰ کے خلاف اُٹھے اور ہر سطح پر اس فتنہ کی بیخ کنی کا فریضہ انجام دیا؟ جب کچھ لوگوں نے مستشرقین سے متاثر ہوکر حدیث نبوی کے حجت و دلیل ہونے کا انکار کیا؛ تاکہ شریعت کا طوق اپنے گلے سے نکال پھینکا جاسکے تو کن لوگوں نے ان جھوٹے بازی گروں کی قلعی کو کھولا؟ اسلام کے خلاف مسلمان نوجوانوں کو کمیونزم کا نشہ پلایا گیا تو یہ کون لوگ تھے جنھوں نے پوری معقولیت کے ساتھ اس طوفان کا راستہ روکا؟ اور جب مسلمانوں کے بچے کھچے شرعی قوانین کو بھی منسوخ کرنے کی سازشیں رچی جانے لگیں تو کن لوگوں نے تحفظ شریعت کی تحریک چلائی اور ان کالی گھٹاؤں کو اپنا رُخ بدلنے پر مجبور کیا؟ یہ سب ان ہی بے نوا فقیروں اور ناسمجھ مسلمانوں کی تنقیدوں کا ہدف بننے والے مولویوں کا کارنامہ ہے، سیاسی قائدین نے سیاسی فائدے اُٹھائے اور موقع وحال کے مطابق اپنے ضمیر کی تجارت بھی کی، دانشور کہلانے والے حکومت کے اونچے عہدوں پر فائز المرام ہو کر اعلیٰ تنخواہیں وصول کرتے رہے اور جہاں حکومت نے ضرورت محسوس کی ان کی زبان سے اپنی باتیں کہلوائیں اور انھوں نے بھی بے تکلف حق نمک ادا کیا؛ لیکن یہی دینی مدارس ہیں، جنھوں نے مادی نقصان کے باوجود اپنے کاز پر استقامت کی راہ اختیار کی۔

پھر غور کیجیے کہ ادھر سوا سو سال میں ہندوستان میں جتنی مذہبی تحریکات اُٹھی ہیں ان کی رگوں میں کن کا خون جگر دوڑ رہا ہے اور ان کا اصل سرچشمہ اور منبع کون ہے؟ یہی مدارس ہیں جنھوں نے جماعتوں کو اچھے داعی اور مبلغ فراہم کئے ہیں، علمی دنیا کو اسلامیات پر اعلیٰ درجہ کا لٹریچر فراہم کیا ہے، عام مسلمانوں کو گاؤں گاؤں امام وخطیب فراہم کئے ہیں، جن کا عام مسلمانوں کو اسلام سے جوڑے رکھنے میں بڑا کردار ہے، جنھوں نے اُردو زبان کو زندہ رکھا ہے جس سے مسلمانوں کا بہت بڑا قومی اور دینی ورثہ متعلق ہے، غرض یہ مدارس پاور ہاؤس ہیں، جن سے دین کے تمام شعبوں کو غذا ملتی ہے اور اسلام کے ہر کاز کو قوت بہم پہنچتی ہے۔

اسی لئے فرقہ پرست تنظیمیں آج سب سے زیادہ دینی مدارس کو ہدف بنائے ہوئی ہیں، کیوں کہ انھوں نے محسوس کرلیا ہے کہ جب تک یہ مدارس اور ان درسگاہوں سے پیدا ہونے والے 'ملا' باقی رہیں گے، مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کرنا اور ان کو اکثریت کی ثقافت میں جذب کرنا ممکن نہ ہوگا اور ان کا یہ خیال یقیناً غلط بھی نہیں؛ بلکہ یہ حقیقت ہے کہ یہ مدارس ہی ہیں کہ ان کی وجہ سے ہندوستان میں اسپین کی تاریخ دوہرائی نہ جاسکی اور مذہبی غیرت وحمیت اور اسلامی شعار کا احترام واہتمام جس قدر اس خطہ میں پایا جاتا ہے اکثر مسلم ممالک بھی اس میں ان کی ہمسری نہیں کرسکتے؛ اس لئے بلاخوف تردید اور بغیر کسی طرفداری کے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اس وقت اسلام کی حفاظت وبقاء، اس کی دعوت واشاعت اور اس کی سربلندی کا سب سے بڑا ذریعہ یہی مدارس ہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان مدارس میں ایک بہت بڑی تعداد ان بچوں کی ہے جو غریب گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان مدارس میں ایک بہت بڑا حصہ معاشی اعتبار سے کمزور ہوتا ہے، پس ان مدارس کو زکوٰۃ ادا کرنے میں زکوٰۃ کے دونوں مقاصد کی بیک وقت تکمیل ہوتی ہے، غرباء کی ضرورت بھی پوری ہوتی ہے اور اسلام کی سربلندی کے مقصد میں بھی مدد ملتی ہے۔

اس لئے ہمارے فقہاء نے خوب سوچ سمجھ کر ضرورت مند علماء اور علم دین حاصل کرنے میں مشغول طلبہ کو زکوٰۃ ادا کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس کو زیادہ باعث فضیلت بتایا ہے، مشہور محدث امام عبداللہ بن مبارکؒ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ اپنی اعانتیں علماء ہی پر خرچ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مقام نبوت کے بعد علماء سے بڑھ کر کوئی بلند مرتبہ نہیں۔

(الاتحاف: ۴/۴۱۷)

مشہور فقیہ علامہ حصکفیؒ نے لکھا ہے جو شخص اپنے آپ کو علم کے لئے فارغ کرلے اس کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے؛ کیوں کہ وہ دوسرے ذرائع معاش اختیار نہیں کرسکتا: ”یجوز لہ أخذ

الزکاۃ ولو غنیا إذا فرغ نفسه لإفادۃ العلم واستفادته لعجزہ عن الکسب۔‘‘ (درمختار مع الرد:۶/۲۸۵)

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں:

’’التصدق علی العالم الفقیر أفضل أو إلی الزهاد۔‘‘ (حوالہ سابق:۳/۳۰۴)

محتاج عالم یا عابد وزاہد لوگوں پر صدقہ کرنا افضل ہے۔

اور یہ کچھ فقہاء کی طبع زاد بات نہیں؛ بلکہ خود قرآن مجید سے ماخوذ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’لِلْفُقَرَاءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْباً فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمَاهُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافاً وَّمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِهٖ عَلِیْمٌ۔‘‘ (البقرۃ:۲۷۳)

(صدقات میں) اصل حق ان حاجت مندوں کا ہے جو اللہ کی راہ میں گھر گئے ہیں، ملک میں کہیں چل پھر نہیں سکتے، ناواقف انھیں غنی خیال کرتا ہے، سوان سے ان کی احتیاط کے باعث، تو انھیں ان کے چہرہ کے نقوش سے پہچان لے گا، وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے اور تم مال میں سے جو کچھ خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کا خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جو محتاج اور ضرورت مند حضرات دین کے کام کی وجہ سے کسبِ معاش میں مستقل طور پر لگنے کے موقف میں نہ ہوں، وہ صدقات اور اعانتوں کے زیادہ مستحق ہیں، اسی لئے اکابر مفسرین کا رجحان یہی ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت اس سے اشارہ اصحابِ صفہ یعنی صفہ میں مقیم طالبان علوم نبوت کی طرف تھا؛ (دیکھئے: تفسیر کبیر:۳/۱۳۶، تفسیر قرطبی:۳/۳۴۰) بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے یہ طریقہ مروج تھا کہ اہل ثروت صحابہؓ اپنے صدقات کی کھجور اصحابِ صفہ کے لئے پیش کیا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کو اس کی ہدایت ہوتی تھی، اس لئے یوں تو تمام محتاج وضرورت مند مسلمانوں کی زکوٰۃ سے مدد کرنی چاہئے؛ لیکن دینی مدارس کا خصوصی استحقاق قرآن سے بھی ثابت ہے، حدیث سے بھی، سلف صالحین کے عمل سے بھی اور یہ زیادہ مکمل طریقہ پر مقاصد زکوٰۃ کو پورا کرتا ہے اور بالخصوص ہندوستان کے موجودہ حالات میں اسلام کی بقاء اور حفاظت کے لئے یہ نہایت ہی مؤثر ذریعہ اور طاقتور وسیلہ ہے۔

حکومت اور فرقہ پرست تنظیمیں چاہتی ہیں کہ یہ مدارس بند ہو جائیں؛ تاکہ اسلامی تشخصات اور مسلمانوں کی مذہبی شناخت کو مٹانے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے اور صورتِ حال یہ ہے کہ مسلمان تو زکوٰۃ ہی پوری طرح نہیں نکالتے ہیں؛ چہ جائے کہ بڑے پیمانے پر ان سے نفل صدقات وعطیات کی توقع رکھی جائے، تو اب اگر زکوٰۃ کا دروازہ بھی مدارس پر بند کر دیا جائے تو وہ خود بخود کمزور ہو جائیں گے اور اس طرح مدارس کو زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی بات بالواسطہ طریقہ پر حکومت کے معاندانہ مشن کی خاموش تکمیل ہوگی؛ لہٰذا اہل نظر اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اگر یہ تحریک دانستہ اُٹھائی جا رہی ہے تو یہ گہری اور خطرناک سازش ہے اور اگر نادانستہ کہی جا رہی ہے تو زمانہ ناآگہی اور فراست ایمانی سے محرومی کے سوا اور کچھ نہیں، ہونا تو یہ چاہئے کہ مدارس کے اس نظام کو تقویت پہنچائی جائے اور مسلمانوں کو دوسرے مقاصد کے لئے بھی انفاق پر اُبھارا جائے، نہ کہ ایسی تدبیر اختیار کی جائے کہ جس سے اعداء اسلام کی مہم کو تقویت پہنچے اور اس سوتے ہی کو خشک کر دیا جائے جس سے دینی کاموں کے ہر شعبہ کو آبِ حیات فراہم ہوتا ہے!! ☆☆

بقیہ:....شبِ قدر: فضائل واحکام

27 ویں رات میں پائی ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اب قیامت تک کے لیے 27 ویں رات ’’شب قدر‘‘ کے لیے طے ہوگئی کہ اس کے علاوہ راتوں میں اسے تلاش کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ بہت سارے لوگ صرف اسی رات عبادت کرتے ہیں حالاں کہ یہ بات بالکل غلط ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری عشرے کی عبادات، شب قدر کے بارے میں آپ کے ارشادات، حدیثوں میں ذکر کی گئی علامات، اور تعیین اٹھا لیے جانے کی حکمت اور مقصد کے بالکل خلاف ہے۔ یاد رکھیے شب قدر رمضان کے آخری عشرہ میں کسی بھی تاریخ کو ہوسکتی ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم تمام کو عبادات اور دعاؤں کے اہتمام کے ذریعے اس رات کو پانے اور اپنے دینی ودنیاوی تمام مسائل کے حل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

عیدالفطر

اہلِ ایمان کے اعزاز واکرام اور انعام کا دن

ڈاکٹر حافظ محمد ثانی

’’عیدُ الفطر‘‘ امّتِ مسلمہ کا پُرمسرّت دینی و مذہبی تہوار اور اسلام کی ملیّ، تہذیبی اور روحانی اقدار کی روشن علامت ہے۔ یہ اہلِ ایمان کے لیے رمضان المبارک کی عبادت و ریاضت کا انعام اور اللہ جلّ شانہ کی طرف سے اعزاز و اکرام کا دن ہے۔ یہ اللہ کے نیک، عبادت گزار اور پرہیزگار بندوں کی مسرّت و شادمانی کا دن ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ’’عیدُالفطر اور عیدالاضحیٰ‘‘، مسلم امّہ کے توحیدی مزاج اور اس کی دینی و ملیّ اقدار کے پوری طرح آئینہ دار ہیں۔ تہذیب و شائستگی کا یہ جشنِ مسرّت اہلِ ایمان کے دینی و مذہبی تشخّص کا مظہر ہے۔ یہ مبارک و پُرمسرّت روزِ سعید تقویم عیسوی کے مطابق 27/مارچ 624ء/مطابق یکم شوّال 2ھ سے منایا جارہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ فخر دو عالم، حضرت محمد ﷺ نے ’’عیدالفطر کی عظمت و اہمیت کے حوالے سے ارشاد فرمایا: ’’جب عیدالفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام آسمانوں پر ’’لیلۃ الجائزۃ‘‘ انعام کی رات سے لیا جاتا ہے‘‘۔ چناں چہ جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے، کیا بدلہ ہے اس مزدور کا، جو اپنا کام پورا کرچکا ہو، فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ہمارے معبود اور ہمارے مالک، اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے، تو حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے ان بندوں کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے عوض اپنی رضا اور مغفرت عطا کردی۔ بندوں سے خطاب کرکے ارشاد ہوتا ہے، میری عزت کی قسم اور میرے جلال کی قسم، میں تمہیں مجرموں کے سامنے رسوا نہ کروں گا، بس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کردیا اور میں تم سے راضی ہوگیا۔‘‘ (الترغیب والترہیب)

’’عید‘‘ کا لفظ تین حروف پر مشتمل ہے۔

اس کے لفظی واصطلاحی معنیٰ بھی تین ہیں۔

(1) ’’عید‘‘ کا لفظ ’’عود‘‘ سے مشتق ہے، جس کے معنی واپس اور لوٹ کر آنے کے ہیں چوں کہ عید ہر سال واپس لوٹ کر آتی ہے، اس لیے اسے عید کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

(2) ’’عید‘‘ کے دوسرے معنیٰ توجہ کرنے کے ہیں، چوں کہ عید کے دن اللہ تعالیٰ اپنے عاجز و بے بس بندوں پر رمضان المبارک میں کی گئی ان کی عبادات اور نیک اعمال پر رحم و کرم فرماتا ہے، انہیں اعزاز و اکرام سے نوازتا ہے، اس لیے اللہ عزّوجل کی خاص عنایات، فضل وکرم اور خصوصی توجّہ کی وجہ سے اسے عید کہا جاتا ہے۔

(3) ’’عید‘‘ کے لفظی معنیٰ مسرّت و انبساط کے بھی ہیں، چوں کہ اس روزِ سعید اہلِ ایمان جشنِ مسرّت مناتے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں، لہٰذا محاورۃً اسے عید کہا جاتا ہے۔

تاریخی روایات کے مطابق، کرّۂ ارض پر جشنِ مسرّت یا خوشی سے بھرپور تہوار منانے کا آغاز اُس روز سے ہوا، جس دن حضرت آدمؑ کی بارگاہِ الٰہی میں توبہ قبول ہوئی۔ گویا یہ دنیا کی پہلی عید تھی، جو اس خوشی میں منائی گئی۔ دوسری عید یا یومِ مسرّت اُس وقت منایا گیا، جب حضرت نوحؑ اور اُن کی اُمّت کو طوفان سے نجات ملی۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ پر جب آتشِ نمرود گلِ زار بنی، اُس روز کی مناسبت سے اُن کی اُمّت عید منایا کرتی تھی۔ جس روز حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی، وہ اُن کی امّت کا یومِ عید بنا۔ بنی اسرائیل اُس روز عید منایا کرتے تھے، جس روز اُنہیں فرعون اور اُس کے مظالم سے نجات ملی، جب کہ عیسائی حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے روز عید مناتے ہیں۔ تاہم، مسلمانوں کا فلسفۂ عید اور اس کا تصوّر بالکل منفرد اور اِک نرالی شان کا حامل ہے۔

"عیدالفطر" اخوت و اجتماعیت ،دردِ دل، ایثار و ہمدردی، تقویٰ و پرہیز گاری، خدمتِ خلق اور احترامِ انسانیت کا پیغام اپنے اندر سموئے ہُوئے ہے، جب کہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اسلام احترامِ انسانیت، خدمتِ خلق اور معاشرتی وسماجی فلاح کا سب سے بڑا داعی ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو ایک جسم کے اعضاء کی مانند قرار دیتا ہے، جس میں ہر ایک، دوسرے کے دُکھ درد کو اپنا دُکھ درد تصوّر کرتا ہے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اہلِ ایمان کی مثال ایک دوسرے سے محبت کرنے، ایک دوسرے کا غم کھانے اور ایک دوسرے پر مہربانی کرنے میں جسم کی مانند ہے کہ اگر اس کا ایک حصّہ تکلیف سے دوچار ہوتا ہے تو سارا جسم اُسی کیفیت کا شکار ہوجاتا اور بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہوجاتا ہے۔" (صحیح مُسلم)

رسولِ اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: "تمام مسلمان ایک جسم کے مانند ہیں کہ اگر اُس کی ایک آنکھ کو تکلیف پہنچتی ہے تو تمام جسم اس تکلیف کو محسوس کرنے لگتا ہے اور اگر اُس کے سر کو کوئی تکلیف لاحق ہوتی ہے تو پورا بدن اُسی تکلیف میں مبتلا ہوجاتا ہے۔" (صحیح مُسلم)

آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: "مسلمان، مسلمان کے لیے آئینہ ہے، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اُسے زیاں سے بچاتا ہے، اور ہر وقت اُس کی مدد کے لیے کھڑا رہتا ہے۔" (سُنن ابوداوٗد)

"عیدین" کے پُرمسرت مذہبی اور ملّی تہوار امّتِ مسلمہ کے توحیدی اور ایمانی مزاج اور اصولِ حیات کے عین مطابق اور اس کی روایات اور مذہبی وملّی اقدار کے پوری طرح آئینہ دار ہیں۔ عہدِ نبوی سے آج تک امّتِ مسلمہ عیدالفطر کے اس عظیم پُرمسرت اور روح پرور دن کو ایک خاص اہتمام اور دینی جوش و جذبے سے مناتی ہے، یہ غلبۂ اسلام، دین کی عظمت وشوکت اور مسلمانوں پر اللہ کے فضل و انعام کی علامت ہیں۔ "عیدالفطر" دردِ دل، ایثار و ہمدردی، تقویٰ و پرہیزگاری کا پیغام اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، اس کی حقیقی مسرّت ہمیں تزکیۂ نفس، ایثار و ہمدردی اور تقویٰ وخوفِ خدا کی خصوصی مشق اور عبادت و ریاضت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

رمضان المبارک کا پورا مہینہ عبادت اور اطاعتِ ربّانی میں گزارنے کے بعد اہلِ ایمان کو "عیدالفطر" کے دن اعزاز و اکرام اور انعام سے نوازا جاتا اور رحمت و مغفرت کا مژدہ سنایا جاتا ہے۔ اسلام نے امّتِ مسلمہ کو اس پُرمسرت مذہبی و ملّی تہوار کے موقع پر سب سے پہلے پروردگار عالم کی تقدیس وتحمید اور عبادت کی ادائیگی کا حکم دیا، یہ درحقیقت اس کا اظہار ہے کہ اللہ کی عظمت و کبریائی کا اظہار کیا جائے، اس کا شکرادا کیا جائے، اس کی تسبیح وتقدیس بیان کی جائے، اعزاز واکرام اور اللہ کی بارگاہ سے انعام کے اس عظیم اور مثالی دن تمام امتیازات کے بندھن توڑ دیے جائیں، ہر قسم کے تعصّبات کا خاتمہ کردیا جائے، گلے شکوں کو فراموش کردیا جائے، اور اس اخوّت واجتماعیت کا عملی مظاہرہ کیا جائے، جس کا اسلام داعی ہے، ہر قسم کی تفریق کا خاتمہ کردیا جائے، امیر وغریب شاہ و گدا، حاکم ومحکوم، غرض محمود وایاز ایک ہی صف میں شریکِ عبادت ہوکر اتحاد و یگانگت اور اخوّت واجتماعیت کا وہ مظاہرہ کریں، جس کی اسلام تعلیم دیتا ہے، چناں چہ امّتِ مسلمہ اجتماعِ عید کے موقع پر اپنے خالق و مالک کے حضور سجدہ ریز ہوکر اخوت واجتماعیت، اتحادو یگانگت اور اطاعت وفرماں برداری کی عملی تصویر پیش کرتی ہے گویا اس حقیقت کا اظہار ہوتا ہے کہ:

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

غریبوں، حاجت مندوں اور معاشرے کے مفلوک الحال طبقے کو بھی اس پُرمسرت مذہبی و ملّی تہوار میں ہرگز فراموش نہ کیا جائے، خلقِ خدا اس خالق کا کنبہ ہے جس کی عظمت و کبریائی کے اظہار کے لیے ہم عیدالفطر کے اجتماعات میں جمع ہوتے ہیں۔ ہمدردی، رحم دلی اور غمگساری کا جذبہ نہ صرف اس دن بلکہ پورے سال اور زندگی بھر قائم رہے۔ یہی اسلام میں عید کی حقیقی روح اور اس کا فلسفہ ہے۔

اسلام احترامِ انسانیت، خدمتِ خلق اور معاشرتی وسماجی فلاح کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا داعی ہے، وہ صاحبِ ثروت مسلمانوں کو پابند کرتا ہے کہ وہ معاشرے کے مفلوک الحال طبقے اور معاشی طور پر بدحال مسلمانوں کا سہارا بنیں۔ اسی حقیقت اور فلسفے کے پیشِ نظر اللہ کی عظمت وکبریائی کے اظہار وفریضۂ عبادت، نماز عیدالفطر کی ادائیگی سے قبل ہی حکم ہوا کہ "صدقۃ

الفطر“ ادا کر دیا جائے، اس میں درحقیقت یہ پیغام مضمر ہے کہ اپنے لیے تو سب ہی جیتے ہیں، حقیقی جینا وہ ہے جو دوسروں کے لیے ہو۔ انہیں بھی مسرّت کے اس عظیم تہوار میں شریک کیا جائے۔ یہی اسلامی طرزِ معاشرت کی بنیاد اور اسلامی فلسفۂ عبادت وحیات کی حقیقی روح ہے، عید کے اس عظیم پُر مسرت تہوار میں بھی درحقیقت یہی روح اور پیغام پوشیدہ ہے۔

مسلم امّہ آج جن بے پناہ مسائل اور چیلنجز سے دوچار ہے اور جس طرح دورِ حاضر کی نمرودی اور فرعونی طاقتیں اور طاغوتی قوّتیں اسلام اور مسلم امّہ کے خلاف صف آرا ہیں، اس کا تقاضا ہے کہ ہم ”بُنیانِ مرصوص“ بن کر اخوّت و یگانگت اور اتحادِ امّت کا وہ نمونہ پیش کریں، جس کی تعلیم ہمارا دین دیتا ہے۔ اسی میں ہماری عظمت، بقا، اسلام کی سربلندی، دین کی سرفرازی اور امّتِ مسلمہ کی عظمت کا راز مضمر ہے۔

آج کے دن ہمیں فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کو اپنی خوشیوں میں یاد رکھنا اور انہیں سلامِ عقیدت پیش کرنا چاہیے کہ جو دنیائے کفر کی ظالم وجابر صیہونی قوت اور اسلام دشمنوں سے جہاد میں مصروف اور دین کی عظمت وبقا کے لیے نبرد آزما ہیں۔

اسلام کے پیغامِ امن وسلامتی کو دنیا میں عام کرنا، انسانیت کو ہدایت کی راہ پر گامزن کرنا اور دکھی انسانیت کی فلاح کے لیے جدّوجہد کرنا ہمارے دین کی تعلیم اور اسلام کا بنیادی تقاضا ہے۔ اتحادِ امّت، دینی اقدار کا تحفّظ، اسلامی تعلیمات پر عمل اور دین سے گہری وابستگی میں ہماری شان وشوکت کا راز پوشیدہ ہے، انہیں اپنا کر اور ان پر عمل کر کے ہی درحقیقت ہم حقیقی شادمانی اور مسرّت حاصل کر سکتے ہیں، اسی میں ہماری فلاح اور عید کا حقیقی پیغام پوشیدہ ہے۔

مولانا شاہ میر شہیدؒ

(ایک باصلاحیت نوجوان کی شہادت)

گزشتہ دنوں بلوچستان کے علاقہ تربت میں مولانا شاہ میر صاحب کو نمازِ عشا و تراویح کے بعد شہید کر دیا گیا۔ مولانا شاہ میر 2010ء میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئے تھے۔ بے انتہا ذہین وفطین، سمجھ دار، زیرک، قابل اور انتہائی لائق لوگوں میں سے تھے، اکثر وبیشتر امتحانات میں پوزیشن لیا کرتے تھے، عموماً پرچے عربی زبان میں حل کیا کرتے۔

لکھنے پڑھنے میں کمال مہارت کے ساتھ ساتھ تقریر وخطابت کا ملکہ بھی قدرت نے دیا تھا، علمی، ادبی اور رواں گفتگو کرتے، بلوچ ہونے کے باوجود ایسی بہترین اور سلیس اردو تقریر وخطابت کے جوہر دکھاتے کہ بات دل میں اترتی چلی جاتی۔ ان سب صلاحیتوں اور مہارتوں کے ساتھ تواضع، عاجزی، ملنساری اور نیکی وتقویٰ میں بھی حق تعالیٰ نے آگے ہی رکھا تھا۔

الغرض بہت ہی باکمال نوجوان تھے۔ فراغتِ تعلیم کے بعد اپنے علاقہ ہی میں دین و دعوت اور تعلیم وتعلم میں لگے رہے۔ امید تھی کہ یہ نوجوان اپنی لیاقت ومہارت سے آگے بڑھے گا اور اس ملک وقوم کی خدمت کرے گا، لیکن افسوس کہ ”یہ پھول اپنی لطافت کی داد پا نہ سکا کھلا ضرور مگر کھل کر مسکرا نہ سکا“ کے مصداق اس قدر کمال وصفات سے متصف شخصیت کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ وطنِ عزیز میں انسانی لہو کا یوں بہنا اب ایک عام سی بات ہوگئی ہے۔

حکومت وریاست، اربابِ انتظام اور اداروں کو فرق نہیں پڑتا کہ ایسے لائق وفائق نوجوان خاک وخون میں تڑپائے جاتے رہیں، عامۃ الناس ہوں یا علما ہوں، دہشت گردی کو کنٹرول کرنے میں حکومتی ذمہ داران پوری طرح ناکام ہو چکے ہیں۔ حق تعالیٰ مولانا شاہ میرؒ کی تمام دینی خدمات کو قبول فرمائے۔ ان کی شہادت کی خبر یقیناً ان کے اہلِ تعلق کے لیے انتہائی غم ناک اور افسوس ناک ہے۔

(مرسلہ:.... مولانا مفتی زین العابدین، کراچی)

استاذی مولانا عیسیٰ سربازی صاحب سے

ایک دلچسپ نشست

مولانا سیّد عدنان کریمی

بدھ کی صبح مدرسہ میں اپنی نشست سنبھالی ہی تھی کہ مولانا عمر بدخشانی کی کال موصول ہوئی، بات چیت کے دوران استاذی مولانا عیسیٰ سربازی صاحب کو یاد فرمایا، مولانا اشرف سلیمانی اور استاذ گرامی مولانا انور بدخشانی کی مکاتبت اور فضائلِ اعمال فارسی ایڈیشن سے متعلق گفتگو ہوئی تو مجھے کہنے لگے کہ تم ذرا کاتب عیسیٰ صاحب سے معلوم تو کرو کہ والد صاحب نے فضائلِ اعمال کے فارسی ایڈیشن کی کتابت ان سے کروائی تھی یا نہیں؟ کیونکہ خط میں مولانا اشرف سلیمانی مرحوم، حضرت استاذ بدخشانی مرحوم کو فضائلِ اعمال فارسی ایڈیشن کی کتابت مولانا عیسیٰ سربازی صاحب سے کروانے کا مشورہ دے رہے ہیں۔

خاکسار نے استاذ گرامی عیسیٰ سربازی صاحب سے ایران کے نمبر پر رابطہ کیا تو جواب ندارد، صاحبزادہ حامد سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ استاذ گرامی علاج کی غرض سے کراچی ہی میں موجود ہیں، آج استاذ گرامی کی خدمت میں حاضری ہوئی، بیماری اور ضعف و نقاہت کے باوجود آج بھی حافظہ پہلے کی طرح تر وتازہ تھا، ہم دونوں ماضی کھوجتے رہے، وہی گلیاں، وہی راہیں اور وہی مہمان خانہ، جہاں وقت کے مشاہیر استاذ مکرم کے ہاں آتے رہے، جہاں پورے ڈھائی سال بندہ نے خطاطی سیکھنے کی مشق کی۔

برسبیل تذکرہ خاکسار نے فضائلِ اعمال کے فارسی ایڈیشن اور مولانا اشرف سلیمانی مرحوم کے خط کا ذکر کیا تو کہنے لگے کہ جی ہاں بالکل! مزمل حسن نامی کوئی صاحب، مولانا اشرف سلیمانی صاحب کا مسودہ، جس پر مولانا بدخشانی صاحب نے کام کیا تھا، کتابت کے لئے لائے تھے، میں نے اس کی کتابت کی بلکہ میرے ساتھ احمد شاہ، عبدالغفار اور عبدالجلیل بھی اس کارِ خیر میں شریک رہے، آج بھی وہ فارسی ایڈیشن ایران کی مساجد میں موجود ہے۔

پھر مجھے اپنا آخری کام اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا پورا قرآن مجید دکھایا، فرمانے لگے کہ دو سال قبل جب قرآن کریم کی کتابت کا آغاز کیا تھا تو اس دوران جامعہ فاروقیہ بھی کسی کام سے گیا تو وہاں ڈاکٹر عادل شہید سے ملاقات ہوئی، باتوں باتوں میں قرآن کریم کا تذکرہ آیا تو انہوں نے مجھ سے وعدہ لیا کہ جونہی اس کی کتابت مکمل ہو جائے تو مجھے دیجیے گا، میں اسے چھپواؤں گا، کہنے لگے کہ آج قرآن کریم کی کتابت مکمل ہو چکی ہے لیکن ڈاکٹر صاحب نہیں ہیں۔ استاذ محترم کو تین مرتبہ مکمل قرآن کریم کی کتابت کی سعادت حاصل ہو چکی ہے، ایک مولانا عبدالغنی منیب اور دوسرا مولانا خیر محمد ندوی کی فرمائش پر اور تیسرا اپنے اور اپنے گھرانے کے لیے اٹھارہ سطری قرآن کریم۔

چائے کے دوران پرانے پرانے واقعات تازہ کرنے لگے۔ کہا کہ چھ ماہ جامعہ بنوری ٹاؤن کے ماہنامہ بینات میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی سرپرستی میں کام کا شرف حاصل ہوا، رمضان کا آخری عشرہ چل رہا تھا، مولانا لدھیانویؒ اعتکاف میں بیٹھے تھے، ماہنامہ نکالنے کی تاریخ سر پر پہنچ چکی تھی، تین مضامین کم تھے، مولانا لدھیانویؒ سے کہا گیا کہ تین مضامین کم ہیں، جبکہ ماہنامہ فلاں تاریخ کو نکالنا ہے تو حضرت لدھیانویؒ نے مجھے بلا کر کہا کہ اگر میں دو گھنٹے میں آپ کو تین مضامین لکھ کر دے دوں تو کیا آپ آج کے آج ہی اس کی کتابت کر دیں گے؟ تو میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ حضرت لدھیانویؒ نے قلم کاغذ منگوایا اور لکھنے بیٹھ گئے، کم و بیش دو سے ڈھائی گھنٹوں میں تینوں مضامین لکھ کر مجھے حوالہ کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ اب آپ کا وقت شروع ہوتا ہے۔ کہا کہ حضرت لدھیانویؒ زود نویس تھے، قلم برداشتہ لکھتے تھے۔ ان کی زود نویسی میں اکتاہٹ نہیں بلکہ تنوع تھا۔

زود نویسوں کا تذکرہ چل رہا تھا کہ دارالافتاء والارشاد پہنچ گئے۔ حضرت والا مفتی رشید احمد صاحبؒ کی عطر بیز یادوں میں ان کے شاگرد مفتی احتشام الحق آسیابادی مرحوم کی زود نویسی کا تذکرہ ہوا، کہا کہ مفتی صاحب نے ان کو ''لکھاڑی'' کا لقب دیا تھا، ایک ایک وقت میں کئی کئی صفحات وہ لکھ دیتے تھے۔ کہا کہ نصف صدی کی بہت سی تلخ و شیریں یادیں ہیں، لوگ چلے جاتے ہیں، لیکن ان کی یادیں رہ جاتی ہیں۔☆☆

مروت روہی کا علاقہ ہے۔ وہاں مولانا محمد منشاءؒ کی مولانا محمد شریف وٹو نے تشکیل کی۔ جب موصوف آئے تو ایک تھڑا پر نمازیں شروع کیں۔ آج الحمدللہ! شاندار مسجد موجود ہے۔ یہ مولانا محمد منشاءؒ کے فرزند ارجمند قاری محمد اکرم مدظلہ کی مساعی جمیلہ کا ثمرہ ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کا تعاقب قاری صاحب موصوف کو وراثت میں ملا ہے۔ مجلس کے مبلغین جب بھی اس علاقہ میں تشریف لاتے ہیں ان کے قیام وطعام اور تبلیغی پروگرام موصوف طے کرتے ہیں۔ چنانچہ راقم ۲؍فروری کو ان کے ادارہ میں ضلعی مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی سلمہ کی معیت میں حاضر ہوا۔ چنانچہ موصوف نے ۲؍فروری چک نمبر 315/HR کی جامع مسجد میں عشاء کے بعد پروگرام ترتیب دے رکھا تھا، جامع مسجد کے خطیب جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے فاضل مولانا محمد شریف ہیں، ان کی صدارت میں عشاء کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد راقم نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر تفصیلی بیان کیا۔ قیام وآرام کا انتظام قاری محمد اکرم مدظلہ کے گھر تھا۔

۳؍فروری صبح کی نماز کے بعد تھانے والی مسجد میں حضرت امام مہدی کے ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کے خروج پر تقریباً آدھ گھنٹہ بیان ہوا، اور مرزا قادیانی کے دعویٰ مہدویت، مسیحیت کا قرآن وسنت کی روشنی میں رد کیا گیا اور مرزا قادیانی کے دعاوی کا تجزیہ کیا گیا۔ جامع مسجد تھانے والی کے خطیب مولانا مفتی عبدالہادی مدظلہ ہیں۔ جو جامعہ مخزن العلوم کے فاضل اور متخصص ہیں۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی وتبلیغی اسفار

۳؍فروری صبح کی نماز کے بعد چک نمبر 320/HR کی جامع مسجد میں تفصیلی بیان ہوا۔ انتظام جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے فاضل مولانا وسیم احمد اور امام وخطیب مولانا عبدالوحید نے کیا۔

جامعہ سرور کونین (ﷺ) فورٹ عباس:

جامعہ میں قاری محمد عثمان کی دعوت پر اور امیر فورٹ عباس مولانا اکرام الحسن کی نگرانی میں بنات اور درجنوں خواتین میں ’’عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے سلسلہ میں خواتین کی ذمہ داری‘‘ کے عنوان پر پون گھنٹہ بیان ہوا۔

مدرسہ فاروقیہ اڈا شہباز والا میں جلسہ:

۳؍فروری عشاء کی نماز کے بعد مدرسہ فاروقیہ اڈا شہباز والا فورٹ عباس میں مولانا محمد قاسم رحمانی کی صدارت میں قاری محمد طلحہ کی دعوت پر جلسہ منعقد ہوا۔ راقم نے مرزا قادیانی کے کردار اور دعاوی باطلہ پر پون گھنٹہ بیان کیا۔

۴؍فروری کو راقم نے ظہر کی نماز سے پہلے مدرسہ فتح العلوم رحیمیہ چک نمبر 132 بنگلہ یتیم والا میں طلبا و اساتذۂ کرام کو عقیدۂ ختم نبوت کی ضرورت واہمیت کے عنوان پر بیان کیا۔ چشتیاں کے راستہ حاصل پور مدرسہ احیاء العلوم میں حاضری ہوئی۔ ۴؍فروری رات آرام وقیام مدرسہ احیاء العلوم میں رہا۔ مدرسہ کے مہتمم مولانا محمد عدنان، صدر مدرس مولانا فیض اللہ مدظلہ ہیں۔

۵؍فروری ظہر کی نماز جامعہ باب العلوم کہروڑپکا میں ادا کی اور عشاء کی نماز کے بعد مقامی میرج ہال میں ’’حکیم العصر مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ سیمینار‘‘ میں شرکت کی۔

حکیم العصر سیمینار کہروڑپکا:

مقامی میرج ہال میں ۵؍فروری ۲۰۲۵ء کو جمعیت علماء اسلام کہروڑپکا کے زیر اہتمام ’’حکیم العصر سیمینار‘‘ منعقد ہوا۔ صدارت جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے صدر المدرسین، شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد مدظلہ نے کی۔ انتظامات جمعیت کہروڑپکا کے امیر مولانا علی حبیب سلمہ اور ان کے رفقاء نے کئے۔ جبکہ انتظامات کی نگرانی جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے منتظم اعلیٰ مولانا حبیب الرحمٰن مدنی نے کی۔ تلاوت ونعت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے سیمینار میں حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کی تعلیمی، تدریسی، انتظامی اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ان کی عظیم الشان خدمات پر انہیں شاندار خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ و برد

اللہ مضجعہٗ کی وفات کے بعد ان کے سفر حج پر ہونے کی وجہ سے ان کی عدم موجودگی میں انہیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا امیر مقرر کیا گیا۔ ان کے دورِ امارت میں سابق وزیر اعظم جناب سید یوسف رضا گیلانی نے ۷۳ صفحات کی سمری پر دستخط کر کے ناموس رسالت قانون کو برقرار رکھنے کا اعلان کیا۔ یہ آپ کے دور امارت کا تحفہ ہے۔ آخری خطاب نامور خطیب مولانا محمد یحییٰ عباسی مدظلہ نے کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں استاذ جی اور جمعیت علماء اسلام کی قیادت کو سلام عقیدت پیش کیا۔ (امیر معاویہ)

جامع مسجد نیشنل بینک کالونی لاہور میں تین روزہ کورس:

جامع مسجد نیشنل بینک کالونی لاہور کے بانی جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے فاضل مولانا زاہد الراشدی مدظلہ کے رفیق درس حضرت مولانا قاضی عبدالصبور خانؒ تھے۔ آپ نے ۱۹۷۴ء میں دورۂ حدیث شریف کیا اور ۱۹۷۵ء میں جامع مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ سنگ بنیاد سے تکمیل تک سارے معاملات کی نگرانی خود کی۔ نصف صدی سے زائد مدرسہ و مسجد کی خدمت کی۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا قاضی عبدالودود مدظلہ مسجد کے امام و خطیب اور مدرسہ کے مہتمم مقرر ہوئے۔ موصوف ہر سال شعبان المعظم کی چھٹیوں میں کورس کراتے ہیں، امسال یہ کورس ۸ تا ۱۰ رفروری کو منعقد ہوا۔ ۸ رفروری جامع مسجد خضراء، سمن آباد کے خطیب مولانا عبدالرؤف فاروقی مدظلہ نے تقابل ادیان کے عنوان پر لیکچر دیا۔ ۹ رفروری کو معروف اسکالر جناب محمد متین خالد صاحب نے قادیانیت سے متعلق لیکچر اور سوال و جواب کی نشست میں سوالات کے دلچسپ جوابات دیئے۔ ۱۰ رفروری کو محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ''عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور اوصافِ نبوت مرزا قادیانی'' کے عنوان پر تقریباً سوا گھنٹہ بیان کیا۔ ۱۰، ۱۱ رفروری کی صبح کی نماز کے بعد راقم نے جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن میں بیان کیا۔

مدرسہ تعلیم القرآن والسنۃ باگڑیاں گوجرانوالہ:

مدرسہ تعلیم القرآن والسنۃ باگڑیاں کے بانی و مہتمم مولانا محمد نعیم بٹ مدظلہ ہیں۔ جامعہ میں دورۂ حدیث شریف تک تعلیم ہوتی ہے۔ سینکڑوں طلبا زیر تعلیم ہیں۔ جن کے تمام تر مصارف موصوف خود ادا کرتے ہیں۔ ہر سال شعبان المعظم اور رمضان المبارک میں دورۂ حدیث شریف کرایا جاتا ہے۔ گوجرانوالہ کے مولانا مفتی محمد داؤد مدظلہ اور جامعہ کے استاذ مولانا عبیداللہ مدظلہ تفسیر قرآن کے اسباق پڑھاتے ہیں۔ ۱۸ رفروری مغرب سے عشاء تک ''عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے علماء کرام کی ذمہ داری'' کے عنوان پر تقریباً ایک گھنٹہ بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ دورۂ تفسیر میں تقریباً ڈیڑھ سو طلبا اور علماء کرام زیر تعلیم ہیں۔

جامع مسجد ابراہیمیہ میں:

۱۹ رفروری عشاء کی نماز کے بعد درس ہوا۔ جس کے بانی شیخ محمد ابراہیم تھے اور اسی روز مولانا محمد نواز بلوچ کے ادارہ میں ظہر کی نماز سے پہلے تقریباً آدھ گھنٹہ بیان ہوا۔ مولانا محمد نواز بلوچ اپنے ادارہ میں ہر سال دورۂ تفسیر کراتے ہیں اور دورۂ تفسیر کے شرکاء کو امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نوراللہ مرقدہ کی تفسیر قرآن اور دیگر تصنیفات دی جاتی ہیں۔ بقول مولانا بلوچ چار سو طلبا زیر تعلیم ہیں۔

مولانا قاضی عصمت اللہ کی مسجد میں:

مولانا قاضی عصمت اللہ جمعیت اشاعت التوحید پنجاب کے صدر تھے۔ معتدل مزاج عالم دین ان کی جامع مسجد مرکزی میں ۲۱ رفروری جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔ ان کی وفات ۲۰۱۱ء کے بعد ان کے فرزند اکبر مولانا عطاء المحسن مسجد کے خطیب و امام مقرر کئے گئے، جبکہ مولانا لقاء المحسن نے عوامی خدمت خلق اور ان کے روحانی و قرآنی علاج کی مسند کو سنبھال رکھا ہے۔ ☆☆

مولانا قاضی عصمت اللہ قلعہ دیدار سنگھ

قاضی عصمت اللہ نے ابتدائی کتب اپنے والد محترم سے پڑھیں۔ درمیانی کتب گجرات کے علاقہ ''اَڈّی'' میں اس وقت کے معروف منطقی عالم دین مولانا ولی اللہ سے پڑھیں۔ دورۂ حدیث شریف اپنے چچا مولانا قاضی شمس الدین سے کیا اور اپنے والد کے جانشین بنے اور ۲۰۱۱ء تک اپنے والد محترم کی مسند کو سنبھالے رکھا۔ عقیدۂ حیات النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ان کا موقف والد محترم کے موقف کی طرح رہا۔ علماء دیوبند کا دل و جان سے احترام کرتے تھے، ان کے فرزند ارجمند مولانا قاضی عطاء المحسن ان کے جانشین مقرر ہوئے۔ ۲۱ رفروری جمعۃ المبارک کے خطبہ سے پہلے راقم نے ان کی دعوت و اعلان، پینا فلیکس و اشتہار سے جمعۃ المبارک سے قبل پون گھنٹہ سے زیادہ خطاب کیا۔

مولانا محمد منشاءؒ مروٹ:

مولانا محمد منشاءؒ دارالعلوم کبیروالا کے فاضل تھے۔ بنیادی طور پر عارف والا کے قریب چک مراد چشتی کے رہنے والے تھے۔ دارالعلوم کبیر والا میں تلمیذ انور شاہؒ حضرت مولانا عبدالخالقؒ سے بخاری شریف پڑھی۔ دارالعلوم میں ملک کے نامور اساتذۂ کرام تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ مولانا مفتی علی محمدؒ، مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، مولانا منظور الحقؒ، مولانا ظہور الحقؒ، مولانا سید فیض علی شاہؒ، مولانا صوفی محمد سرورؒ جیسے جبال العلم شخصیات سے علوم نبویہ کی تحصیل کی اور (۱۳۸۳ھ، ۱۹۷۲ء) میں سند فضیلت حاصل کی۔ موقوف علیہ تک جامعہ قادریہ محمد پور پنساراں منچن آباد میں پڑھیں۔ ریاست (سابق) بہاولپور میں ایک معروف نام مولانا محمد شریف وٹوؒ کا ہے جو جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر رہے، ان کے حکم پر مولانا محمد منشاءؒ مروٹ فورٹ عباس میں تشریف لائے اور ایک تھڑا پر مسجد کی بنیاد رکھی اور مدرسہ کا نام جامعہ حمادیہ رکھا۔

مروٹ چولستان میں واقع ہونے کی وجہ پر لادین طبقہ کی نظریں چولستان پر رہی ہیں، تو مولانا محمد شریف وٹوؒ نے بہاولنگر ضلع میں تقریباً سو ادارے قائم کئے اوران اداروں میں علماء کرام کی تشکیلیں کیں، ان تشکیلات میں ایک تشکیل مولانا محمد منشاءؒ کی بھی تھی۔ مولانا محمد منشاءؒ نے فورٹ عباس کے مغربی علاقہ مروٹ وغیرہ میں قادیانیت کا بھرپور تعاقب کیا اور ۱۹۷۴ء کی تحریک میں اپنے علاقہ میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگوں سے مثالی تعلقات رہے۔ مجلس کے مبلغین کو بلا کر اپنے علاقہ میں ختم نبوت کے پروگرام کراتے، حاجی محمد یوسف ان کے دست و بازو رہے۔ دونوں دنیا سے منہ موڑ کر اپنے اللہ کے ہاں سرخرو ہوچکے ہوں گے۔ اللہ پاک نے انہیں چار بیٹے عطا فرمائے، ان بیٹوں میں دوسرے نمبر قاری محمد اکرم ہیں۔ ان کی جانشینی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ موخرالذکر ہمارے مرشد حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ ۲۵؍جون ۱۹۹۲ء میں آپ کی وفات ہوئی، نماز جنازہ میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ فورٹ عباس کے مولانا قدرت اللہ نے امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ چک 319 کے قبرستان میں محو استراحت ہیں۔

سیدوالا ننکانہ میں ختم نبوت کانفرنس:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام لال مسجد سید والا میں عظیم الشان ختم نبوت ۲۲؍فروری کو منعقد ہوئی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض لال مسجد کے خطیب مولانا ابوبکر سلمہ نے سرانجام دیئے۔ تلاوت ونعت کے بعد ایک ننھے منے طالب علم عبدالمعز وریا نے پندرہ منٹ خطاب کیا۔ بعدازاں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، ضلعی مبلغ مولانا محمد عثمان لدھیانوی اور مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے خطاب کیا۔ مقررین نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت قرآن پاک، احادیث نبویہ، اجماع امت اور قیاس شرعی سے مدلل گفتگو کی اور مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت، مسیحیت اور دعویٰ مہدویت کے تاروپود بکھیرے۔ مقررین نے مرزا قادیانی کے دجل و فریب، دعویٰ مہدویت کی بھرپور تردید کی ایسے ہی ریاض احمد گوہر شاہی کے دعویٰ مہدویت کا احادیث کی روشنی میں رد کیا۔

(محمد عثمان لدھیانوی)

بقیہ:... قائد جمعیۃ کا جامعہ حقانیہ میں تعزیتی خطاب

اپنے اندر تذبذب مت پیدا کرو پوری خود اعتمادی کے ساتھ رہو اور یہ کہو کہ میں اپنے اکابر کے عقائد نظریات، ان کے منہج کا امین ہوں اس سے صحیح راستہ اور ہو نہیں سکتا، ہر علاقے کے اپنے حالات ہوتے ہیں دوسرے ملک کے حالات پر اپنے آپ کو قیاس نہیں کرنا چاہیے جو حالات آپ کو درپیش ہیں انہی حالات کے ساتھ آپ نے فیصلے کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابر کے راستے پر چلنے کی اور ان کے مشن کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، انشاء اللہ! یہ مدارس رہیں گے، یہ دارالعلوم حقانیہ رہے گا، یہ دوسری مساجد، مدارس اور علماء رہیں گے یہ داڑھیاں اور پگڑیاں رہیں گی، یہ علوم کا سلسلہ رہے گا اور دشمن دانت پیستا رہے گا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ ہم نے تو ان کو ختم کرنے کا تصور کیا تھا اور یہ تو ابھی بھی زندہ ہیں، پہلے سے زیادہ زندہ ہیں۔ انشاء اللہ! ہم زندہ رہیں گے اور مشن زندہ رہے گا ہماری مادی زندگی کا کوئی حساب نہیں ہے لیکن ہمارا مشن چلتا ہے، اکابر کو پتہ تھا کہ فضل الرحمٰن پیدا ہوگا۔ مولانا سمیع الحق پیدا ہوگا، حامد الحق پیدا ہوگا ان کو تو پتہ نہیں تھا لیکن آج ان کا مشن ان کے نام کے ساتھ زندہ ہے۔ اسی طرح کام کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ میں ایک بار پھر دل کی گہرائیوں سے پورے خانوادے سے، آپ تمام طلباء اور اساتذہ سے، شہداء کے ورثاء سے تعزیت کا اظہار کرتا ہوں اور تاخیر سے آنے کا عذر آپ کو معلوم ہے جو عیاں ہے۔ آپ عذر کو قبول فرمائیں گے۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

☆ حضرت امیر شریعتؒ اور خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ارشادات کی روشنی میں ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے بالاتر ہوکر تبلیغ دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی مذہبی جماعت ہے۔ الحمدللہ!

☆ اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے مجلس کو پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانیت کے محاذ پر کامیابی نصیب ہوئی۔

☆ آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قانوناً قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔

☆ یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے رد میں مراکز قائم کئے گئے۔

☆ برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام...... چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد۔

☆ چناب نگر میں سالانہ رد قادیانیت کورس ...... چناب نگر میں ایک سالہ ختم نبوت تخصص کورس۔

☆ قادیانیت کے ہمہ وقت تعاقب کے لیے 40 مبلغین 30 تبلیغی مراکز اور دفاتر 8 شعبہ ہائے تعلیم القرآن۔

☆ چناب نگر شعبہ کتب...... شعبہ میٹرک، ایف اے...... ماہنامہ لولاک ملتان...... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔

☆ تحفہ قادیانیت 6 جلدیں...... تحریک ختم نبوت 10 جلدیں...... محاسبہ قادیانیت 25 جلدیں

☆ اردو، انگریزی، عربی میں رد قادیانیت پر فری لٹریچر...... دیگر رد قادیانیت پر اہم کتب شائع شدہ۔

☆ انٹرنیٹ پر ماہنامہ لولاک...... ہفت روزہ ختم نبوت...... اور دیگر مجلس کی کتب دستیاب ہیں۔

تعاون کی اپیل

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، ناموس رسالت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے

عطیات، صدقات اور زکوٰۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

اکاؤنٹ نمبرز

مسلم کمرشل بینک ملتان 1127-01010015785

یو بی ایل حرم گیٹ برانچ ملتان 0038-01034640

اپیل کنندگان

پیر طریقت رہبر شریعت حافظ حضرۃ مولانا ولی کامل خواجہ خان محمد خاکوانی ناصر الدین صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، نقشبندی مجددی

صاحبزادہ پیر طریقت مخدوم العلماء حضرت مولانا ولی ابن ولی خواجہ عزیز احمد صاحب حفظہ اللہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

استاذ العلماء جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب حفظہ اللہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب مدظلہ العالی
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

علاقائی مراکز کے فون نمبرز

اسلام آباد 0334-5082180	راولپنڈی 0304-7520844	سیالکوٹ 0300-7442857	گوجرانوالہ 0302-5152137	لاہور 0300-4304277 0300-4918840	سرگودھا 0301-6361561	چناب نگر 0301-7972785 0301-6395200	جھنگ 0303-2453878	خانیوال 0301-7819466	چیچہ وطنی 0300-7832358	بہاولنگر 0333-6309355
بہاولپور 0300-6851586	میرپورخاص 0334-3463200	رحیم یارخان 0301-7659790	سکھر 0302-3623805	اوکاڑہ قصور 0300-6950984	فیصل آباد 0301-7224794	حیدرآباد 0300-8775697	شیخوپورہ 0300-5598612	کوئٹہ 2841995 0331-3064596	گجرات 0300-8032577	کراچی 32780337